جو علم منطق سے واقف نہیں وہ علوم میں قابل اعتماد نہیں

تنویر المنطق

ترتیب و تسہیل

تیسیر المنطق

تصنیف

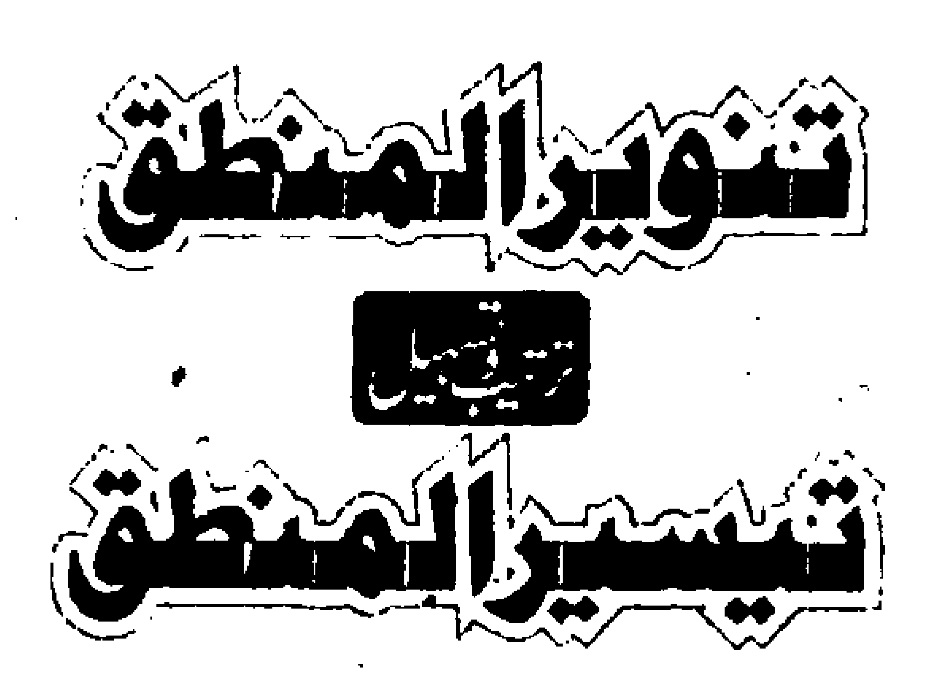
حضرت مولانا حافظ محمد عبد اللہ صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مرتب

مولانا محمد یونس صاحب قاسمی

استاذ جامعہ اشرف العلوم [illegible]

جو علم منطق سے واقف نہیں وہ علوم میں قابل اعتماد نہیں (امام غزالی)



تصنیف

حضرت مولانا حافظ محمد عبد اللہ صاحب گنگوہی قدس سرہ

جس میں تیسیر المنطق کی تمام اصطلاحات کو آسان اور نئی نئی مثالوں کے ساتھ مبتدی طلبہ کی سہولتِ حفظ کے لیے مختصر، سلیس اور سوال وجواب کے دلنشیں انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ کی قوی امید ہے ان شاء اللہ العزیز

مرتب

مولانا محمد یونس صاحب قاسمی

استاذ جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور سہارنپور

تفصیلات

نام کتاب : تنویر المنطق (ترتیب وتسہیل) تیسیر المنطق

تصنیف : حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب گنگوہیؒ

ترتیب وتسہیل : مولانا محمد یونس صاحب قاسمی
استاذ جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور

حاشیہ قدیمہ : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

حاشیہ جدیدہ : حضرت مولانا جمیل احمد صاحب تھانویؒ

نظر ثانی : مولانا قاری ناظر حسین صاحب فلاح دارین ترکیسر (گجرات)

نظر ثالث : مولانا ڈاکٹر محمد ہارون صاحب کاشف العلوم چھٹمل پور

سن اشاعت : اپریل ۲۰۰۹ء - ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)

صفحات : ۷۲

کمپیوٹر کتابت : الفضل کمپیوٹرس دیوبند

ناشر

کتب خانہ فخریہ دیوبند

موبائل: 09359230484

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعائیہ کلمات

حضرت اقدس الحاج مولانا شاہ محمد اسلم صاحب دامت برکاتہم

خلیفۂ اجل فقیہ الاسلام حضرت اقدس مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ

مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور ، سہارنپور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

مدارس عربیہ میں تبسیر المنطق نصاب میں داخل ہے منطق جو آلہ علوم ہے اس میں مہارت پیدا کرنے اور افہام وتفہیم میں سہولت کے لیے جناب مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب گنگوہی قدس سرہ نے تقریباً ۹۲ رسال پہلے یہ رسالہ تصنیف کیا تھا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ نے اس پر حاشیہ لکھا، پھر حضرت مولانا جمیل احمد صاحب تھانویؒ نے بھی اس پر حاشیہ تحریر فرمایا جس کا نام تفسیر المنطق رکھا چناں چہ دورِ حاضر میں جناب مولانا محمد یونس صاحب قاسمی مدرس جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور نے اس کو طلباء کی سہولت کے لیے سوال وجواب کے آئینہ میں آراستہ کیا ہے جو ماشاء اللہ بہت خوب ہے۔

امید ہے کہ اہل علم اور طلبائے مدارس اس سے استفادہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔ اور مزید علمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

دعا گو: محمد اسلم عفی عنہ

۲ر اپریل ۲۰۰۹ء مطابق ۴ر ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

اجمل العلماء حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی دامت برکاتہم

استاذ دارالعلوم دیوبند

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد:

آج سے تقریباً ۹۲ رسال پہلے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے ایماء پر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب گنگوہیؒ نے علم منطق میں ایک آسان رسالہ تیسیر المنطق کے نام سے تحریر فرمایا اس زمانہ میں تمام کتبِ منطق یا تو عربی زبان میں تھیں یا فارسی زبان میں۔ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ طلباء کی مادری زبان اردو میں ایک ایسا رسالہ تحریر کیا جائے جو آسان اور سلیس زبان میں ہونے کے ساتھ ساتھ تمام اصطلاحاتِ منطقیہ پر مشتمل ہو۔ تاکہ شروع میں طلباء کو اس رسالہ کے ذریعہ علم منطق سے متعارف کرادیا جائے اور اس کے ذریعہ طلباء کو فن سے کچھ مناسبت پیدا ہو جائے۔ اور پھر اوپر کی کتابوں کو علی وجہ البصیرت پڑھنا اور سمجھنا ان کے لیے آسان ہو جائے۔ چناں چہ یہ رسالہ تحریر ہوا اور داخل نصاب ہوکر انتہائی مقبول ہوا۔ اور منطق کے مبتدی طلباء کی استعداد سازی میں بنیادی خشت ثابت ہوا۔ چناں چہ اس کی مقبولیت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی افادیت کے پیش نظر حکیم الامتؒ نے اپنے گہر بار قلم سے اس پر ایک قیمتی حاشیہ لکھا۔ اور پھر اس کے بعد مظاہر علوم سہارنپور کے مایۂ ناز استاذ حضرت مولانا جمیل احمد صاحب تھانویؒ نے بھی اس پر حاشیہ تحریر کیا۔

۹۲ رسال کا طویل عرصہ گذر جانے کے بعد آج اس رسالہ کا طرز تحریر اور اسلوبِ بیان طلباء و اساتذہ کے درمیان قدرے غیر مانوس اور مشکل ہو چکا ہے۔

اس لیے کہ اُس زمانہ کا ادبی اسلوب اور طرز تحریر الگ تھا اور آج کا اسلوب الگ ہے۔ چناں چہ تعبیرات، محاورات، طرزِ ادا، غرض تمام چیزوں میں انتہائی فرق آچکا ہے۔ اس ادبی اور لسانی انقلاب کی وجہ سے آج اس کتاب کا طرزِ اسلوب غیر مانوس اور دقت طلب سمجھا جا رہا ہے۔ اس لیے ضرورت تھی کہ اس کتاب کے مضامین کو جدید اسلوب کا جامہ پہنایا جائے۔ لہٰذا ہم سب کی طرف سے قابلِ مبارک باد ہیں عزیز مکرم مولانا محمد یونس قاسمی استاذ جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور، کہ جنہوں نے مبتدی طلبار کی آسانی کے لیے اس کے مضامین ومسائل کو انتہائی مہارت کے ساتھ اردو زبان کے جدید اسلوب میں منتقل فرمادیا ہے۔ اور دورِ حاضر کی نئی نسل کے لیے انتہائی آسان اور سہل بنا کر پیش کیا ہے۔

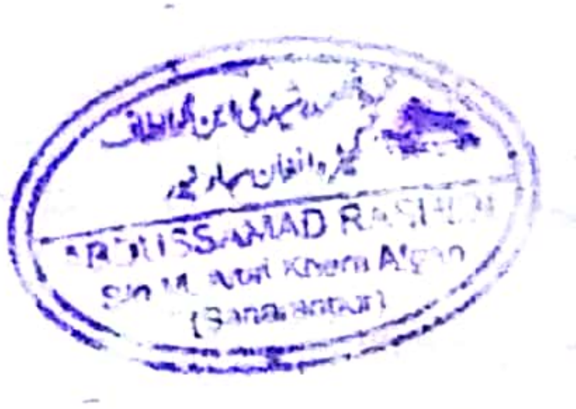
چناں چہ یہ کوئی نئی تصنیف نہیں ہے بلکہ یہ تیسیر المنطق ہی کی تسہیل اور تزئین وتحسین ہے۔ لہٰذا اگر اس کو اصل کتاب کی جگہ یا اس کے ساتھ داخلِ نصاب کر کے پڑھایا جائے تو ان شار اللہ قوی امید ہے کہ کتاب کا مقصدِ اصلی احسن طریقہ پر حاصل ہوگا۔ اس لیے کہ مرتب نے سوال وجواب کے انداز میں نئی نئی آسان مثالوں کے ساتھ مسائل کو بیان کر کے کتاب سے استفادہ آسان اور دلچسپ بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل موصوف کی کاوش کو بار آور فرمائے۔ اور علمار وطلبار کے درمیان مقبول فرمائے اور مزید علمی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العلمین!

دعا گو

جمیل احمد سکروڈوی

استاذ دارالعلوم دیوبند

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تائید وتوثیق

حضرت اقدس مولانا الحاج محمد سلمان صاحب مدظلہ

ناظم مظاہر علوم سہارنپور

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد: برادر محترم مولانا محمد یونس صاحب قاسمی سلمہ اللہ تعالیٰ نوجوان ذی استعداد اور مشفق اساتذہ کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں، اپنی محنت اور جدوجہد سے طلبہ کے لیے ان کی تحصیل علم میں سہولت اور درسی افہام وتفہیم میں آسانی کے لیے وہ اپنی قلمی خدمات جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بارك الله تعالیٰ فی علومه ونفعنا به۔

علم منطق ہمیشہ سے ہمارے طلبہ کے لیے غیر مانوس فن رہا ہے۔ اس کی اصطلاحات اور مسائل وجزئیات کو سمجھنے سمجھانے کے لیے حضرات علماء تشریحات کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں عزیز موصوف نے بھی مبتدی طلبہ کے لیے ہمارے یہاں کی درسی مشہور ومعروف ابتدائی کتاب تیسیر المنطق کی تسہیل وتشریح کی مبارک خدمت انجام دی ہے۔ احقر نے کتاب کا مطالعہ کیا ہے امید ہے کہ یہ محنت ہمارے طلبہ کے لیے نافع اور مفید ثابت ہوگی احقر دعا گو ہے کہ حق تعالیٰ اس علمی خدمت کو قبول فرمائے اور مزید علمی خدمات کے مواقع زریں عطا فرمائے۔ وما ذلك علی الله بعزیز۔

دعا گو

(حضرت مولانا) محمد سلمان (صاحب دامت برکاتہم)

مظاہر علوم سہارنپور (یوپی)

۱۱/رجب ۱۴۳۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسّلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین. امابعد:

مادرِ علمی ازہر الہند دارالعلوم دیوبند سے ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳ء میں فراغت کے بعد جب تدریسی میدان میں قدم رکھا تو اسی وقت سے آج تک منطق کی معروف ومشہور بنیادی کتاب تیسیر المنطق مجھ سے متعلق چلی آرہی ہے چناں چہ پہلے ہی سال دورانِ تدریس اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ کتاب کے مضامین کی زبان گرچہ اردو ہے مگر اس زمانہ کے اعتبار سے اس کا طرزِ تحریر کچھ غیر مانوس اور قدیم ہو چکا ہے، جس کی وجہ سے کتاب سمجھنے اور سمجھانے میں اساتذہ وطلبار دونوں کو دقت پیش آتی ہے لہٰذا میں نے پہلے ہی سال سے یہ طریقہ اپنایا کہ ہر سبق کا خلاصہ جدید اسلوب، آسان زبان، سلیس طرزِ تحریر اور سوال وجواب کی شکل میں طلبار کو لکھوانا شروع کیا۔ اس طریقہ سے طلبار کو بہت فائدہ ہوا، جب کچھ احباب نے طلبار کی ان کاپیوں کو دیکھا تو بہت پسند کیا اور اس کو مزید فائدہ کے لیے کتابی شکل میں لانے کے لیے اصرار کیا لہٰذا میں نے بنام خدا تمام سالوں کی کاپیاں سامنے رکھ کر کام شروع کر دیا چناں چہ جو تعریفات کچھ مبہم تھیں ان کی مزید توضیح وتشریح کر دی جہاں مثالوں کی کمی نظر آئی وہاں آسان اور عام فہم مثالیں بڑھادیں اسی طرح تمرینوں میں جہاں کچھ کمی محسوس کی وہاں درس کی مناسبت سے ایک دو جملہ بڑھادیا البتہ کتاب کی اصل ترتیب اور روح باقی رکھی گئی ہے ضروری حواشی حاشیۂ قدیمہ اور حاشیۂ جدیدہ سے لیے گئے ہیں جن سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ گئی ہے اس طرح ناچیز کے خیال میں یہ کتاب اصطلاحات منطقیہ کو مبتدی طلبار کے اذہان سے قریب تر کرنے اور ان کو حفظ یاد کرنے کے لیے کافی

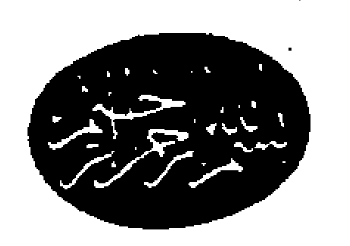
وشافی ہوگئی ہے جس کا اندازہ مدرسین وطلبار مطالعہ کے بعد از خود کر سکتے ہیں۔

چناں چہ اب مرتب اپنے تجربہ کی روشنی میں یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ اگر یہ کتاب داخل نصاب کر کے اصل کتاب کی جگہ یا اس کے ساتھ ساتھ طلبار کو پڑھائی جائے تو انشار اللہ منطق کی بنیادیں سمجھنے میں طلبار کو بڑی آسانی ہوگی۔ اور اس کا طریقہ یہ ہو کہ سوال وجواب ہو بہو حفظ یاد کرائے جائیں اور ہر طالب علم سے اسی طرح سنے جائیں ناچیز مرتب کئی سالوں سے اس کا کامیاب تجربہ کر رہا ہے۔ اور اس کو طلبار کے لیے انتہائی معین ومفید پایا ہے۔ اسی سے تحریک پا کر اس کو کتابی شکل میں منظر عام پر لانے کی ہمت ہوئی تا کہ اس کا افادہ عام وتام ہو جائے۔ لہٰذا جو کچھ ہو سکا آپ کے سامنے ہے اگر اس میں کوئی قابل اصلاح بات ہو تو ضرور مطلع فرمائیں نوازش ہوگی۔

انتہائی شکر گزار ہوں استاذ محترم حضرت مولانا قاری ناظر حسین صاحب تھوڑوی استاذ فلاحِ دارین ترکیسر گجرات کا اور استاذ گرامی حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ہارون صاحب قاسمی استاذ جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور کا کہ ان دونوں حضرات نے اپنی مصروفیات کے باوجود انتہائی دقت وتحقیق کے ساتھ کتاب کی اصلاح فرمائی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ انہی کی اصلاح کے بعد یہ کتاب آپ حضرات کی خدمت میں آنے کے لائق ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کو اپنی شایانِ شان بدلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں دست بہ دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں مقبول ومشکور فرمائے۔ اور اصل کتاب کی طرح اس کے افادہ کو بھی عام وتام فرمائے۔ اور مرتب اور اس کے اساتذہ ووالدین کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے۔ وماذلک علی اللہ بعزیز۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

از: محمد یونس قاسمی کھیڑوی
خادم تدریس جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور، سہارنپور
۴/۵/۱۴۳۰ھ



مُقدّمہ

(از: جناب مولانا انیس الرحمٰن صاحب کھیڑوی رفاضل دار العلوم دیوبند

علم منطق کی تدوین:

منطق ایک فطری علم ہے کسی مقصد پر دلیل و برہان پیش کرنا قیاس کے مقدمات ترتیب دے کر نتیجہ نکالنا اور افکار ذہنیہ کو خطا سے بچانا اسی کا نام منطق ہے اور معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس کی کوشش کرتا ہے اور منطق سے استفادہ کرتا ہے، لیکن اس علم کا باضابطہ اظہار سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوا، مخالفین کو عاجز وساکت کرنے کے لیے بطورِ معجزہ اس کا استعمال کیا گیا پھر اس کو یونانیوں نے اپنایا یونان کے رئیس حکیم ارسطو نے جو ۳۸۴ قبل از مسیح تھا سب سے پہلے حکمت (فلسفہ) اور منطق کو مدوّن کیا اسی لیے اس کو معلم اوّل کہتے ہیں پھر ہارون اور مامون کے عہد میں فلسفہ یونانی عربی میں منتقل ہوا تو منصور سامانی نے ابونصر فارابی متوفی ۳۳۹ھ کو دوبارہ تدوین کا حکم دیا اس لیے وہ معلم ثانی کہلاتے ہیں مگر چوں کہ فارابی کی تحریریں کچھ منتشر تھیں اس وجہ سے سلطان مسعود نے شیخ ابوعلی ابن سینا متوفی ۴۲۸ھ کو تیسری بار منطق وفلسفہ کی تدوین کا حکم دیا اس لیے ابوعلی ابن سینا کو معلم ثالث کہتے ہیں اور انہی کی مدوّن کردہ حکمت و منطق اس وقت رائج ہے۔ (الحل المرضی)

موجودہ منطق اسلامی ہے نہ کہ یونانی:

یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ منطق اگر چہ یونانیوں کی وضع کردہ ہے جس کو انھوں نے اپنے فلسفی نظریات کے حصول میں خطاء فی الفکر سے حفاظت کے لیے بنایا تھا اور ان کے منطقی قوانین بھی اسی طرح باطل تھے جس طرح کہ ان کے نظریات باطل تھے۔ لیکن علمائے اسلام نے اس کے قواعد کو چھان پھٹک کر صاف ستھرا کر لیا اور منافئ دین اور مخالف شرع تمام چیزوں کو نکال دیا چناں چہ اس وقت منطق کی جتنی بھی کتابیں پڑھی پڑھائی جاتی ہیں سب علمائے اسلام کی لکھی ہوئی ہیں اور نہ ان میں کوئی بات خلاف شرع ہے اور نہ ان سے کوئی اسلامی عقیدہ فاسد ہوتا ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ فی الحال کی منطق خالص اسلامی منطق ہے۔ جس کو پڑھنے اور حاصل کرنے کا مقصد ذہن کو تیز کرنا اور کند طبیعتوں کو جلا بخشنا ہے نیز دشمنان اسلام کے مقابلہ کے لیے استدلال و جواب کی استعداد سے متصف ہونا ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں کہ اس فن سے ذکاوت و ذہانت، قوت تکلم، تیزئ فہم اور افہام و تفہیم کا ملکہ اور علوم میں گہرائی حاصل ہوتی ہے، بلکہ آج دنیا والے بحث و استدلال کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے وکالت اور بیرسٹری کی ڈگریاں حاصل کرتے ہیں جب کہ اہل مدارس کو منطق پڑھنے سے ہی یہ صلاحیت حاصل ہو جاتی ہے۔ منطق سے بہت حد تک کلام کے اچھے برے مفید و مضر پہلوؤں میں امتیاز کی لیاقت پیدا ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ مفکر اسلام امام غزالیؒ نے فرمایا: **مَنْ لَمْ یَعْرِفِ الْمَنْطِقَ فَلَا یُقْتَلُهُ فِی الْعُلُوْمِ اَصْلاً** یعنی جس شخص کو علم منطق سے واقفیت نہ ہو وہ علوم میں قابل اعتماد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علوم عقلیہ سے ناواقفوں کے علوم میں اکثر وسعت تو ملے گی کہ ایک حوالہ کی جگہ چار حوالے یا ایک قول کی جگہ چند اقوال ذکر کرسکیں لیکن ان کے لیے

یہ ذرا مشکل ہوگا کہ گہرائی میں اتر کر کوئی نکتہ پیدا کردیں۔ (تبیین المنطق)

علم منطق کی ضرورت واہمیت:

عام طور پر اس زمانہ میں لوگوں کو منطق کے نام سے وحشت سی ہوتی ہے اور طلباء اس کا نام سن کر بھاگتے ہیں اور بہت سے لوگ بلا سوچے سمجھے کہہ دیتے ہیں کہ علم منطق مفسد اذہان اور مخرب عقائد ہے۔ اور یہ نظریہ کوئی آج کا نظریہ نہیں بلکہ شاہ توران عبداللہ ازبک کے عہد میں جب ملا عصام الدین اسفرائنی کے ذریعہ اُس علاقہ میں منطق کا کچھ زور ہوا تو ملا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں کہ قاضی ابوالمعانی نے ملا عصام الدین کے خلاف فتویٰ دیا اور ان کو ان کے طلباء کے ساتھ ماوراء النہر سے نکلوا دیا اور علم منطق وفلسفہ کی تعلیم وتعلّم کو ناجائز قرار دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ دلیل میں ایک روایت بھی پیش کی کہ "بکاغذے کہ منطق دراں نوشتہ باشند استنجاء نمایند باکے نیست" یہ روایت فقہ کی کتاب جامع الرموز کی ہے اصل عبارت یوں ہے کہ "يَجُوْزُ الْاِسْتِنْجَاءُ بِاَوْرَاقِ الْمَنْطِقِ" منطق کے اوراق سے استنجاء جائز ہے کسی نے یہ مقولہ گھڑ لیا "مَنْ تَمَنْطَقَ فَقَدْ تَزَنْدَقَ" جس نے علم منطق سیکھا وہ زندیق ہوگیا۔

مگر یہ خیال بالکل غلط ہے اس لیے کہ علم منطق کی ایجاد نظری وفکری غلطی سے حفاظت کے لیے ہوئی ہے اگر علم منطق کی مکمل رعایت وپابندی ہو تو رائے انسانی غلطی سے محفوظ رہ سکتی ہے پس اس علم کا مقصد اصلی اصلاح عقل اور تصحیح فکر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بہترین مقصود ہے تمام مخلوق پر انسان کی اشرفیت وبزرگی عقل ہی کی وجہ سے ہے اور عقل انسانی نہایت عظیم الشان جوہر ہے جس کی بدولت آدمی بہت سی مشکلات پر غالب آتا ہے اور اپنی زندگی کو کامیاب بناتا ہے۔

اور اگر کوئی منطق کو اس کے صحیح مقصد کے خلاف استعمال کرے تو یہ خود اس کا

قصور ہوگا نہ کہ فن منطق کا۔

برا کہتے ہیں منطق کو جو ہیں منطق سے ناواقف
برا کہنے سے منطق میں خلل کچھ آنہیں سکتا
اگر اندھا نہ دیکھے روشنی یہ نقص ہے اس کا
طلوع شمس کو انور کوئی جھٹلا نہیں سکتا

(مولانا محمد انور صاحب مدظلہ، مدرس اشرف العلوم گنگوہ)

لہٰذا منطق وفلسفہ کی طرف سے جو بے رغبتی دیکھی جاتی ہے وہ ہماری بڑی کوتاہی ہے اور جو ایسا کرتے ہیں گویا وہ اپنی استعداد کو پختہ ہونے سے روک رہے ہیں، علم منطق وفلسفہ تو علوم شرعیہ فقہ، حدیث اور تفسیر کے لیے آلات ووسائل کا درجہ رکھتے ہیں جس طرح چھت اور بالا خانہ پر پہنچنے کے لیے سیڑھی کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح قرآن وحدیث اور فقہ کو سمجھنے کے لیے منطق، فلسفہ، نحو اور صرف وغیرہ علوم کی ضرورت ہے پھر جس طرح سیڑھی کا مضبوط ہونا ضروری ہے بوسیدہ اور کمزور سیڑھی سے گرنے کا خطرہ رہتا ہے اسی طرح علوم مقصودہ تک پہنچنے کے لیے ان کے وسائل کا مضبوط اور پختہ ہونا بھی ضروری ہے اس لیے طلبائے عزیز کو چاہیے کہ ان علوم منطق وفلسفہ وغیرہ کو نہایت دلچسپی ومحنت کے ساتھ حاصل کریں تا کہ ان کے ذریعہ قرآن وحدیث کے بالاخانوں پر پہنچنے میں آسانی ہو۔

علم منطق کے متعلق اکابر کی آراء

منطق کی ضرورت واہمیت کے بارے میں چند معتبر آراء پیش کی جاتی ہیں جن کی روشنی میں منطق کے بارے میں جو غلط فہمی اور بدگمانی ہے وہ دور ہو سکتی ہے۔
کشف الظنون میں نقل کیا گیا ہے کہ شیخ ابونصر فارابی نے علم منطق کو رئیس

العلوم (تمام علوم کا سردار) کہا ہے۔

شیخ ابوعلی ابن سینا نے اسے خادم العلوم ٹھہرایا ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے فرمایا کہ: جو شخص علم منطق سے واقف نہ ہو وہ علوم میں بالکل قابل اعتماد نہیں"۔

شیخ جلال الدین عارف رومیؒ فرماتے ہیں: ؎

منطق وحکمت زبہر اصطلاح ● گر بخوانی اندکے باشد مباح

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ "منطق کہ خادم ہمہ علوم است خواندن آں البتہ مفید است"۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ہم تو جس طرح بخاری کے مطالعہ میں اجر سمجھتے ہیں میر زاہد، امور عامہ (منطق کی کتابوں) کے مطالعہ میں بھی ویسا ہی اجر سمجھتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ نیت صحیح ہو کیوں کہ اس کا شغل بھی اللہ کے لیے ہے اور اس کا بھی" (رسالہ النور ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ)

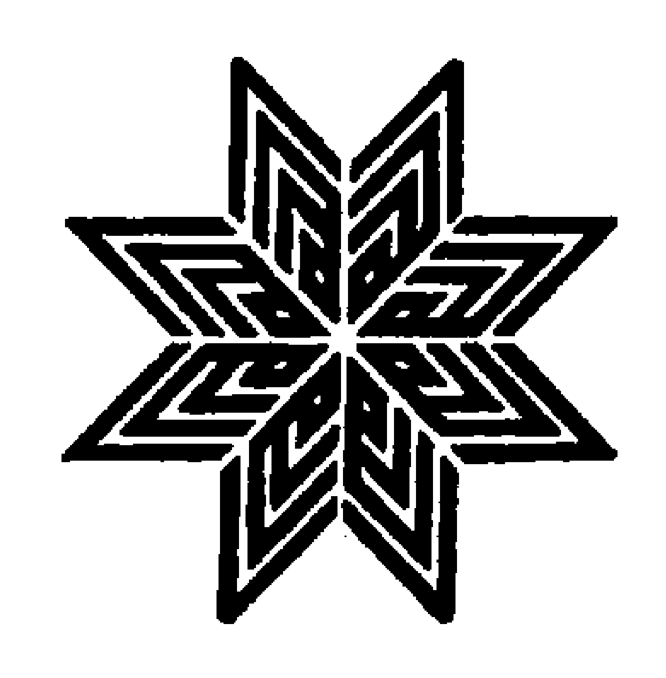
ایک دوسری جگہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ: "منطق قوت فکریہ کو صحیح اور تیز کرنے والی چیز ہے قوت فکریہ سے ہی دور بینی اور حقیقت رسی آتی ہے مقولہ مشہور و مسلم ہے" سوچ میں پہنچ ہوتی ہے" اس لیے منطق پڑھنے سمجھنے سے قرآن پاک سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے بڑی سہولت اور آسانی سے مطلب سمجھ میں آجاتا ہے، گنجلک اور پیچیدگی پیش نہیں آتی غرض منطق سے فہم وفکر اور عقل کی درستگی حاصل ہوتی ہے اس سے حقائق شناسی آجاتی ہے۔ (از: رسالہ اسٹرائیک: ص: ۱۷)

مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادیؒ فرماتے ہیں: اپنے یہاں جو درس ہے منطق اور فلسفہ اور ہیئت کا اصول کے ساتھ تفصیل سے اس کو حاصل کرنا چاہیے، اساتذہ کو فلسفی اور معقولی انداز میں سہل طریقہ سے سمجھانا بہت

ضروری ہے نہ کہ ان کتابوں کو نصاب سے نکال کر سرسریت کا رہ جانا ہو، جیسا کہ آج کل خیال ہو چلا ہے، اور اس پر عمل بھی کیا جا رہا ہے، اگر سرسریت رہ گئی تو اغیار کا بہکانا بہت آسان ہو جائے گا اور ان کے بہکاوے میں آ کر شبہ میں پڑ جانا ہو گا (مجالس مسیح الامتؒ:۱)

پس اگر ہم علم منطق و فلسفہ وغیرہ کو قرآن وحدیث اور فقہ کے خادم اور معاون ومددگار کی حیثیت سے حاصل کریں گے تو انشاء اللہ رضائے الٰہی اور سعادت دارین حاصل ہوگی اور یہ علوم ہمارے لیے دنیا وآخرت میں مفید ومعین ثابت ہوں گے۔ اللہم وفقنا لما تحب وترضی

* * *



صاحبِ تیسیر المنطق: مختصر حالات زندگی

ماخوذ از ظفر المحصلین

نام وسن پیدائش: مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب گنگوہیؒ مجاز طریقت رئیس المحدثین حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب انبہٹوی (نوراللہ مرقدہ) مولود: ۱۲۵۸ھ

تحصیل علم: آپ نے جیسے ہی ہوش سنبھالا انگریزی تعلیم کے حصول میں لگ گئے گھرانہ دیندار تھا، چناں چہ آپ بچپن میں ہی پابند صوم وصلوٰۃ تھے اور نماز کے لیے محلہ کی لال مسجد میں آتے تھے اسی مسجد کے ایک حجرے میں حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ رہا کرتے تھے، آپ نے ان میں نماز کا شوق دیکھ کر دینی تعلیم کی رغبت دلائی۔ آپ کی سمجھ میں آ گیا اور مولانا سے میزان شروع کر دی، آپ کسی قدر غبی تھے، مولانا آپ کو ہر روز ایک گردان یاد کراتے تھے ایک روز مولانا نے دو گردانیں یاد کرنے کے لیے کہہ دیا، شام تک رٹتے رہے مگر یاد نہ ہوئی، مولانا نے فرمایا بندۂ خدا ایک گردان میں شام کر دی کہنے لگے نہیں حضرت یہ تو دو ہیں، اور یہ کہہ کر آبدیدہ ہو گئے، بہرحال بہلا پھسلا کر آگے چلایا ہوتے ہوئے آپ کی انگریزی چھوٹ گئی اور صرف عربی کے ہو رہے۔ یہاں تک کہ محض تین سال میں تعلیم پوری کر لی فراغت کے بعد خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں نو روپے ماہوار پر مدرس ہوئے اور اس کے ساتھ تجارت کتب کا سلسلہ بھی رکھا، حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے مواعظ قلمبند کرنے کا کام بھی آپ کے سپرد کر دیا۔

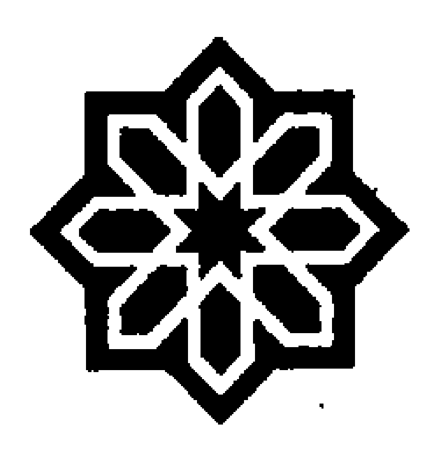
درس وتدریس: ۱۲ر شوال ۱۳۲۷ھ میں پندرہ روپے ماہوار پر مظاہر علوم سہارنپور میں مدرس ہوئے اور شوال ۱۳۲۸ھ میں اکابر مدرسہ کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے

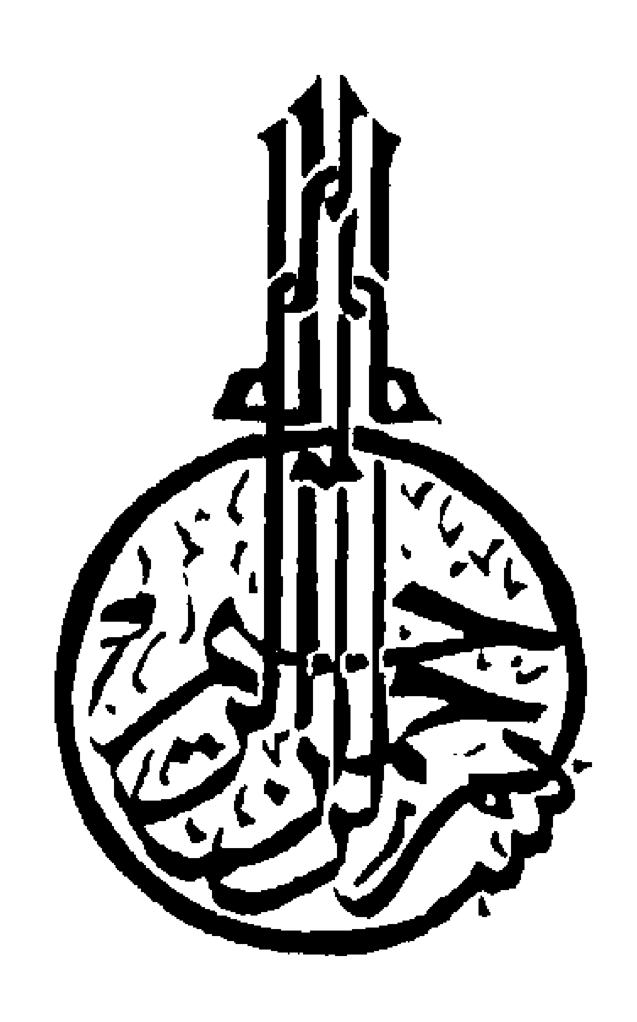
سفر حج سے واپسی پر ماہ صفر ۱۳۲۹ھ سے ایک ماہ چوبیس روز مدرسہ میں کام کیا، اس کے بعد اہل کاندھلہ کے اصرار پر براہ راست تھانہ بھون ہوکر کاندھلہ تشریف لائے اور یہاں مدرسہ عربیہ میں جو پہلے سے قائم تھا اخیر تک تعلیم دیتے رہے۔

وفات: ۱۵/رجب المرجب ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۶/مارچ ۱۹۲۱ء شب شنبہ میں کاندھلہ ہی میں انتقال فرمایا اور عیدگاہ کے متصل قبرستان میں جس میں حضرت مفتی الٰہی بخش صاحب وغیرہ اکابر علماء مدفون ہیں تدفین عمل میں آئی۔

تصانیف: (۱) تیسیر المبتدی (جو آپ نے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تعلیم کے لیے لکھی تھی) (۲) تیسیر المنطق (جو آپ نے حضرت حکیم الامتؒ کے ایما پر لکھی تھی) (۳) اکمال الشیم شرح اتمام النعم (ترجمہ تبویب الحکم) آپ کی علمی یادگار ہیں۔

❋ ❋ ❋





حصہ اوّل

تصورات کی بحث



حامداً و مصلیاً و مسلّماً امابعد:

سبق ﴿۱﴾

علم کی تعریف اور اس کی قسموں کا بیان

سوال: علم کسے کہتے ہیں؟

جواب: کسی چیز کی شکل وصورت کا ذہن [1] میں آجانا یہ اس چیز کا علم کہلاتا ہے۔

جیسے: لفظ سیب کسی نے بولا اور اس کی شکل ذہن میں آگئی یہ سیب کا علم ہوگیا۔

سوال: علم کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف بتایئے؟

جواب: علم کی دو قسمیں ہیں: (۱) تصوّر (۲) تصدیق

(۱) تصور وہ علم کہلاتا ہے جس میں ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے نہ ثابت کیا گیا ہو اور نہ ایک چیز کی دوسری چیز سے نفی کی گئی ہو [2]۔ جیسے: تنہا سیب کا علم یا میٹھے سیب کا علم۔

---

(۱) جس طرح آئینہ کے سامنے جب کوئی چیز آتی ہے تو آئینہ میں اس چیز کی صورت نقش ہو جاتی ہے، اسی طرح ذہن بھی ایک آئینہ کی طرح ہے، جس میں چیزوں کی صورتیں نقش ہو جاتی ہیں، بلکہ آئینہ میں تو دکھائی دینے والی چیزیں ہی نقش ہوتی ہیں، مگر ذہن میں دکھائی دینے والی، سنائی دینے والی، چکھی جانے والی، سونگھی جانے والی اور سمجھی جانے والی چیز کی صورتیں بھی آجاتی ہیں، یہی ہر چیز کا علم ہے مثلاً ایک شخص کو دیکھ کر اور اس کی آواز سن کر ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ زید نہیں ہے اس لیے کہ زید کے دیکھنے اور اس کی آواز سننے سے ہمارے ذہن میں جو صورت آئی ہوئی ہے، وہ ایسی نہیں ہے، الغرض کسی چیز کو دیکھنے، چھونے وغیرہ سے ذہن میں ایک صورت آجاتی ہے، اسی طرح کسی بات کے سمجھنے سے بھی ایک صورت ذہن میں آجاتی ہے، یہی سب کا علم ہے ۱۲، ج

(۲) تصور کی کئی صورتیں ہیں، (۱) ایک ہی چیز کا علم ہو جیسے صرف سیب کا علم (۲) دو تین چیزوں کا علم ہو مگر ان میں نسبت نہ ہو جیسے زید، عمر، بکر وغیرہ کا علم۔ (۳) نسبت ہو مگر تامہ نہ ہو جیسے زید کا غلام، خوب صورت ٹوپی (۴) نسبت تامہ ہو مگر خبریہ نہ ہو بلکہ انشائیہ ہو، جیسے پانی لاؤ (۵) نسبت تامہ خبریہ ہو مگر یقین نہ ہو، شک ←

(۲) تصدیق وہ علم کہلاتا ہے جس میں یقین کے ساتھ ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے ثابت کیا گیا ہو یا ایک چیز کی دوسری چیز سے نفی کی گئی ہو[1]۔ جیسے: سیب میٹھا ہے، سیب میٹھا نہیں ہے۔ وغیرہ۔

تمرین ﴿۱﴾

نیچے کی مثالوں میں غور کر کے بتاؤ کہ تصور کون ہے تصدیق کون ہے؟

(۱) زید کا گھوڑا (۲) عمرو کی بیٹی (۳) زید کا غلام (۴) ٹوپی (۵) اچھی ٹوپی (۶) بکر خالد کا بیٹا ہوگا (۷) ٹھنڈا پانی (۸) حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں (۹) جنت (۱۰) دوزخ (۱۱) جنت کی نعمتیں (۱۲) دوزخ کا عذاب (۱۳) جنت برحق ہے (۱۴) قبر کا عذاب حق ہے (۱۵) دہلی (۱۶) مکہ معظمہ

سبق ﴿۲﴾

تصور اور تصدیق کی قسموں کا بیان

سوال: تصور کی کتنی قسمیں ہیں، مع تعریف بتائیے؟

جواب: تصور کی دو قسمیں ہیں (۱) تصور بدیہی (۲) تصور نظری۔

(۱) تصور بدیہی وہ تصور کہلاتا ہے جو بغیر تعریف اور بغیر غور وفکر کے سمجھ میں آجائے۔ جیسے: آگ، پانی، گرمی، سردی، سیب، انگور، مسجد، مندر، کالا کوا، کچی روٹی۔ وغیرہ

(۲) تصور نظری وہ تصور کہلاتا ہے جو بغیر تعریف اور غور وفکر کے سمجھ میں نہ آئے۔ جیسے: معرب، مبنی، کنگارو، سفرجل، میوزیم، جن، فرشتہ، بھوت، دیو، پری[2]۔

← کی صورت میں ہو جیسے زید آیا ہوگا، خلاصہ یہ ہوا کہ نسبت تامہ خبریہ کے یقین کا نام تصدیق ہے اور اس کے علاوہ تمام صورتیں تصور ہیں۔۱۲، ج

(۱) یعنی جملہ خبریہ ہو خواہ مثبت ہو یا منفی اور یقین ظاہر کرتا ہو،۱۲، ج

(۲) **معرب**: وہ اسم ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہے، جیسے جَاءَ زَيْدٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ میں زید معرب ہے۔ **مبنی**: وہ اسم ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے، جیسے: جَاءَ هٰذَا، ←

سوال: تصدیق کی کتنی قسمیں ہیں، مع تعریف بتایئے؟

جواب: تصدیق کی دو قسمیں ہیں: (۱) تصدیق بدیہی (۲) تصدیق نظری

(۱) تصدیق بدیہی وہ تصدیق کہلاتی ہے جس کے لیے دلیل بنانے کی ضرورت نہ پڑے، بغیر دلیل کے سمجھ میں آجائے۔ جیسے: دو چار کا آدھا ہے اور ایک چار کا چوتھائی ہے۔

(۲) تصدیق نظری وہ تصدیق کہلاتی ہے جس کے لیے دلیل بنانے کی ضرورت پڑے بغیر دلیل کے سمجھ میں نہ آئے۔ جیسے: پریاں موجود ہیں[۱] اور رب العالمین ایک ذات پاک ہے[۲]۔

تمرین (۲)

امثلہ ذیل میں بتاؤ کہ کون تصور و تصدیق بدیہی ہے[۳] اور کون نظری؟

← رَأَیْتُ ھٰذَا، مَرَرْتُ بِھٰذَا میں ھذا مبنی ہے۔ **کنگارو:** آسٹریلیا کا ایک جانور جس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی اور پچھلی بڑی ہوتی ہیں، اس کے پیٹ پر ایک تھیلی ہوتی ہے جس میں اپنے بچہ کو بٹھالیتا ہے۔ **سفرجل:** ایک پھل جو سیب سے مشابہ ہوتا ہے۔ **میوزیم:** وہ عمارت جس میں عجائبات کو برائے نمائش رکھا جاتا ہے۔ **جن:** آگ سے بنی ہوئی مخلوق جو کئی شکلوں میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ **فرشتہ:** نور سے بنی ہوئی مخلوق جو کئی شکلوں میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ **بھوت:** وہ ڈراؤنی شکل جو اندھیرے میں دکھائی دے۔ **دیو:** وہ نر جن جو بہت لمبا چوڑا ہو، **پری:** جنات کی خوب صورت عورتیں ۱۲، ج

(۱) اسکی دلیل اس طرح بنے گی کہ پری جن ہے (صغریٰ) اور جن موجود ہیں (کبریٰ) پس پریاں موجود ہیں (نتیجہ)

(۲) رب العالمین: دنیا کا بنانے والا، اس کو پالنے والا اور اس میں تصرف کرنے والا، اس کی دلیل یوں بنے گی کہ اگر چند رب العالمین ہوتے تو اختلاف رائے کی وجہ سے عالم برباد ہو جاتا (صغریٰ) حالاں کہ عالم برباد نہیں ہوا بلکہ موجود ہے (کبریٰ) پس معلوم ہوا کہ رب العالمین ایک ہی ہے (نتیجہ)

(۳) یہاں دو باتیں ذہن میں رکھ لیں (۱) لوگوں کے اعتبار سے بدیہی اور نظری میں اختلاف ہو سکتا ہے، یعنی ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک چیز ایک شخص کے لیے بدیہی ہو اور وہی چیز دوسرے کے لیے نظری ہو، جیسے: دین سے واقف شخص کے لیے فرشتہ، جنت اور جہنم وغیرہ کا تصور بدیہی ہے جب کہ دوسروں کے لیے نظری ہے، (۲) نظری چیزیں اور باتیں ایک عرصہ کی مشق و مزاولت کے بعد جب وہ فطری علوم کی طرح ہو جائیں، تو بدیہی ہو جاتی ہیں، جیسے ہر پیشہ سے تعلق رکھنے والے آدمی کے لیے اس پیشہ سے متعلق بہت سی باتیں کثرت مزاولت کی وجہ سے بدیہی ہو جاتی ہیں، جب کہ وہی چیزیں دوسروں کے لیے نظری ہوتی ہیں۔ ۱۲

(۱) پل صراط (۲) جنت (۳) دوزخ (۴) قبر کا عذاب (۵) چاند (۶) سورج (۷) آسمان (۸) زمین (۹) دوزخ موجود ہے (۱۰) میزان عمل (۱۱) جنت کی نعمتیں (۱۲) عمر کا بیٹا کھڑا ہے (۱۳) حوض کوثر (۱۴) کوثر جنت کی نہر ہے (۱۵) آفتاب روشن ہے (۱۶) بغداد (۱۷) جدہ (۱۸) معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے

سبق ﴿۳﴾

تعریف ومعرّف، دلیل ونتیجہ، نظر وفکر، ترتیب، منطق کی تعریف اور غرض وموضوع کا بیان

سوال: تعریف، معرِّف اور قولِ شارح کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ دو یا زیادہ معلوم تصور جن کو ملا کر کسی نامعلوم تصور کو حاصل کریں معرف تعریف اور قولِ شارح کہلاتے ہیں جیسے کسی کو حیوان یعنی (جاندار) اور ناطق (کلیات کا جاننے والا) کا علم ہے۔ اس نے ان دونوں کو ملایا تو حیوانِ ناطق ہوا اس سے اس کو انسان کا علم ہو گیا[1] جو پہلے معلوم نہیں تھا تو یہ حیوان ناطق انسان کی تعریف ہے اسی کو انسان کا معرف اور اسی کو قول شارح بھی کہیں گے[2]۔

سوال: معرّف کسے کہتے ہیں؟

جواب: دو معلوم تصوروں سے جس نامعلوم تصور کا علم ہوتا ہے اس کو معرّف کہتے ہیں

(۱) اس لیے کہ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جو ایک ساتھ فقط انسان ہی میں پائی جاتی ہیں۔

(۲) اس کی دوسری آسان مثال یہ ہے کہ ایک نو مسلم نے فرشتہ کا نام سنا وہ نہیں جانتا کہ فرشتہ کیا چیز ہے، مگر وہ جسم کے معنی جانتا ہے، اور زندہ کا مفہوم بھی سمجھتا ہے اور لطیف اور نورانی کی حقیقت سے بھی واقف ہے اور فرماں برداری اور نافرمانی کے معنی بھی جانتا ہے پس ان تمام معلومہ تصورات کو صحیح طریقہ سے ترتیب دیکر اس کو اس طرح سمجھایا جا سکتا ہے کہ "فرشتہ ایک ایسا جسم ہے جو زندگی رکھتا ہے، لطیف اور نورانی ہے، کبھی خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتا، پس ان تصورات معلومہ سے اس کو ایک نامعلوم تصور یعنی فرشتہ کا علم حاصل ہو گیا۔۱۲

جیسے: اوپر والی مثال میں انسان معرف ہے۔

سوال: دلیل اور حجت کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ دو یا زیادہ معلوم تصدیقیں کہ جن کو ملا کر کسی نامعلوم تصدیق کو معلوم کریں دلیل اور حجت کہلاتی ہیں جیسے کسی کو معلوم ہے "ہر مومن کلمہ پڑھنے والا ہے" اور یہ بھی معلوم ہے کہ "ہر کلمہ پڑھنے والا جنتی ہے" پس جب وہ ان دونوں معلوم تصدیقوں کو ملائے گا تو اس کو اس نامعلوم تصدیق کا علم ہو جائے گا کہ ہر مومن جنتی ہے" پس یہ دو معلوم تصدیقیں دلیل اور حجت کہلائیں گی[1]۔

سوال: نتیجہ کس کو کہتے ہیں؟

جواب: دو معلوم تصدیقوں سے جس نامعلوم تصدیق کا علم ہوتا ہے اس کو نتیجہ کہتے ہیں۔ جیسے اوپر والی مثال میں "ہر مومن جنتی ہے"۔

سوال: نظر و فکر کسے کہتے ہیں؟

جواب: دو یا زیادہ جانے ہوئے تصورات یا جانی ہوئی تصدیقات کو ملا کر کسی نامعلوم تصور یا نامعلوم تصدیق کا علم حاصل کرنا نظر و فکر کہلاتا ہے۔

سوال: ترتیب کسے کہتے ہیں؟

جواب: نامعلوم تصور یا تصدیق کو معلوم کرنے کے لیے معلوم تصورات یا تصدیقات میں سے بعض کو چھانٹ کر صحیح طریقہ سے ملا دینا ترتیب کہلاتا ہے[2]۔

سوال: منطق کس کو کہتے ہیں؟

---

(۱) اس کی بھی دوسری آسان مثال یہ ہے کہ ایک ناواقف شخص آپ سے پوچھتا ہے کہ سود لینا گناہ کیوں ہے؟ آپ نے اس کو جواب دیا کہ اللہ تعالی نے سود لینے کو حرام کیا ہے اور ہر حرام کام گناہ ہے۔ پس سود گناہ ہے۔ پس پہلی دو تصدیقیں جو مخاطب کو معلوم تھیں جب ان کو ترتیب دیا تو اس سے نامعلوم تصدیق کا علم حاصل ہو گیا ۱۲

(۲) جیسے حیوان ناطق صحیح ترتیب ہے اور اس کا برعکس صحیح ترتیب نہیں ہے اسی طرح ہر مومن کلمہ گو ہے (صغریٰ) اور ہر کلمہ گو جنتی ہے (کبریٰ) صحیح ترتیب ہے اور اس کا برعکس صحیح ترتیب نہیں ہے۔۱۲۔

جواب: منطق کے لغوی معنی ہیں (۱) بولنا (۲) بولنے کی جگہ اور اصطلاح میں منطق وہ علم ہے جس کے ذریعے کسی شئ کی تعریف یا دلیل بنانے میں غلطی سے حفاظت ہو جائے۔

سوال: منطق کا موضوع کیا ہے؟

جواب: وہ تعریفات (جانے ہوئے تصور) اور دلیلیں (جانی ہوئی تصدیقیں) ہیں جن سے نہ جانے ہوئے تصور اور نہ جانی ہوئی تصدیق کا علم حاصل ہو۔

سوال: منطق کی غرض کیا ہے؟

جواب: منطق کی غرض غور وفکر کا صحیح ہونا اور اشیاء کی تعریفات اور دلیلیں صحیح طور پر بنانے کا ملکہ حاصل کرنا ہے۔

سبق ﴿۴﴾

دلالت[1] ووضع اور دلالت کی قسموں کا بیان

سوال: دلالت کسے کہتے ہیں؟

جواب: دلالت کے لغوی معنی ہیں راستہ دکھانا اور اصطلاح میں ایک چیز کے علم سے خود بخود دوسری چیز کا علم ہو جانا چاہے قدرتی طور پر ہو یا کسی کے مقرر کرنے سے دلالت کہلاتا ہے۔

جیسے: جب ہم ایک جگہ دھواں اٹھتے دیکھتے ہیں تو اس سے ہمیں آگ کا علم ہو جاتا ہے یہی دلالت ہے۔

---

(۱) دلالت اور وضع کی بحث علم منطق میں اس لیے کی جاتی ہے کہ افادہ واستفادہ اس پر موقوف ہیں کیوں کہ ذہن میں ہر چیز کی جو صورت آتی ہے وہ علم ہے پھر اگر وہ صورت جملہ خبریہ یقینیہ ہوتی ہے تو تصدیق ہے ورنہ تصور ہے اور تصور وتصدیق کو سمجھانے کے لیے لفظوں، اشاروں اور علامتوں کی ضرورت ہے اس لیے دلالت اور وضع سے بحث ضروری ہے۔۱۲

سوال: دال اور مدلول کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس چیز سے دوسری چیز کا علم حاصل ہو اس کو دال کہتے ہیں اور وہ دوسری چیز جس کا علم ہوا ہے اس کو مدلول کہتے ہیں اوپر والی مثال میں دھواں دال ہے اور آگ مدلول ہے۔

سوال: وضع کسے کہتے ہیں؟

جواب: وضع کے لغوی معنی ہیں مقرر کرنا اور اصطلاح میں ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے اس طرح مقرر کر دینا کہ جب پہلی چیز بولی یا محسوس کی جائے تو اس سے خود بخود دوسری چیز سمجھ میں آ جائے۔

جیسے: کسی مقرر کرنے والے نے لفظ ٹوپی کو اس چیز کے لیے مقرر کر دیا ہے جس کو سر پہ اوڑھتے ہیں تو جب لفظ ٹوپی بولا جاتا ہے تو اس سے ٹوپی کی ذات سمجھ میں آ جاتی ہے یہی وضع ہے[1]۔

سوال: واضع موضوع اور موضوع لہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: واضع مقرر کرنے والے کو کہتے ہیں اور وہ چیز جس کو مقرر کیا ہے موضوع کہلاتی ہے اور جس چیز کے لیے اس کو مقرر کیا گیا ہے وہ موضوع لہ ہے۔ اوپر والی مثال میں لفظ ٹوپی موضوع ہے اور ٹوپی کی ذات موضوع لہ ہے اور جس نے لفظ ٹوپی کو ٹوپی کی ذات کے لیے مقرر کیا ہے وہ واضع ہے۔

سوال: دلالت اور وضع میں کیا فرق ہے؟

جواب: دلالت عام ہے اور وضع خاص ہے وضع کے لیے دلالت کا ہونا ضروری ہے، البتہ جہاں دلالت ہو وہاں وضع کا پایا جانا ضروری نہیں۔

---

(۱) اسی طرح ٹرافک قانون بنانے والوں نے سرخ لائٹ کو ٹرافک روکنے کے لیے متعین کر دیا ہے تو جب گذرنے والا پہونچتا ہے پھر سرخ لائٹ محسوس کرتا ہے تو رک جاتا اس کی سمجھ میں آ جاتا ہے یہی وضع ہے۔

جیسے: لفظ قلم کو قلم کی ذات کے لیے وضع کیا گیا ہے تو اس میں وضع اور دلالت دونوں پائی جاتی ہیں وضع تو اس لیے کہ قلم کو مقرر کیا گیا ہے اور دلالت اس لیے کہ لفظ قلم سے قلم کی ذات کا علم ہو جاتا ہے۔

اور دلالت کے لیے وضع کا ہونا ضروری نہیں جیسے: دھویں سے آگ کا علم ہو جاتا ہے تو اس میں دلالت تو ہے مگر وضع نہیں اس لیے کہ دھویں کو آگ کے لیے مقرر نہیں کیا گیا۔

سوال: دلالت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: دلالت کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفظیہ (۲) غیر لفظیہ۔

سوال: دلالت کی ان دونوں قسموں کی تعریف بتائیے؟

جواب: (۱) دلالت لفظیہ وہ دلالت کہلاتی ہے جس میں دال لفظ ہو۔ جیسے: لفظ ٹوپی کی دلالت ٹوپی کی ذات پر۔

(۲) دلالت غیر لفظیہ وہ دلالت ہے کہ جس میں دال لفظ نہ ہو۔ جیسے: دھویں کی دلالت آگ پر۔

سوال: دلالتِ لفظیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: تین قسمیں ہیں: (۱) وضعیہ (۲) طبعیہ (۳) عقلیہ

سوال: ان میں سے ہر ایک کی تعریف مع مثال بتائیے؟

جواب: (۱) دلالتِ لفظیہ وضعیہ وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ ہو اور دلالت وضع کی وجہ [1] سے ہو۔ جیسے: لفظِ قلم کی دلالت قلم کی ذات پر۔

(۲) دلالتِ لفظیہ طبعیہ اس دلالت کو کہتے ہیں جس میں دال لفظ ہو اور وہ دال طبعیت کے تقاضے سے پیدا ہوا ہو۔ جیسے: بچے کے رونے کی دلالت بھوک پر۔

(۱) یعنی لفظ سے اس کا مدلول اس وجہ سے سمجھ میں آتا ہے کہ مقرر کرنے والوں نے اس لفظ کو اس مدلول کے واسطے مقرر کر لیا ہے یعنی یہ نام رکھ لیا ہے۔ ۱۲

(۳) دلالتِ لفظیہ عقلیہ وہ دلالت ہے: جس میں دال لفظ ہو اور دلالت عقل کے تقاضے سے ہو، جیسے: آواز کی دلالت بولنے والے کے وجود پر۔

سوال: دلالتِ غیر لفظیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: تین قسمیں ہیں (۱) وضعیہ (۲) طبعیہ (۳) عقلیہ

سوال: ان میں سے ہر ایک کی تعریف مع مثال بتائیے؟

جواب: (۱) غیر لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت وضع کی وجہ سے ہو۔ جیسے: سرخ لائٹ کی دلالت ٹرافک رکوانے پر۔

(۲) غیر لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دال طبیعت کے تقاضے کی وجہ سے پیدا ہوا ہو، جیسے آنکھوں کے پیلا ہونے کی دلالت یرقان (پیلیا) کی بیماری پر۔

(۳) غیر لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت عقل کی وجہ سے ہو جیسے: دھویں کی دلالت آگ پر۔

تمرین (۴)

امثلہ ذیل میں بتاؤ کہ کون سی دلالت ہے؟ اور دال کون ہے مدلول کون؟

(۱) سر کا ہلانا[۱]-ہاں یا نہیں (۲) سرخ جھنڈی-ریل کا ٹھہرانا (۳) دھوپ-آفتاب (۴) اوہ، اوہ-رنج وصدمہ (۵) لفظِ قلم[۲]، تختی، مدرسہ، زید، انسان۔

سبق ﴿۵﴾

دلالتِ لفظیہ وضعیہ کی قسموں کا بیان

سوال: دلالتِ لفظیہ وضعیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۱) ۱/تا۴/ میں پہلا کلمہ دال ہے اور دوسرا کلمہ جو نشان کے بعد ہے مدلول ہے اور دلالت کون سی ہے یہ طلبہ بتائیں ۱۲۔ (۲) ۵/تا۹/ سب دال ہیں ان کا مدلول کیا ہے اور دلالت کون سی ہے یہ طلبہ بتائیں۔۱۲

جواب: دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مُطَابَقَہ (۲) تَضَمُّن (۳) اِلْتِزَام

سوال: ان میں سے ہر ایک کی تعریف مثال کے ساتھ بتائیے؟

جواب: (۱) دلالت مطابقہ وہ دلالتِ لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ موضوع اپنے موضوع لہ کے پورے حصہ پر دلالت کرے۔ جیسے: لفظ قرآن کی دلالت تیس پاروں پر اور لفظِ انسان کی دلالت حیوان ناطق پر۔

(۲) دلالت تضمن وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ موضوع اپنے موضوع لہٗ کے بعض حصہ پر دلالت کرے جیسے لفظ قرآن کی دلالت ایک پارے پر اور لفظ انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر۔

(۳) دلالتِ التزام وہ دلالتِ لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظِ موضوع، موضوع لہٗ کے نہ کل پر دلالت کرے، اور نہ جز پر بلکہ اس کے کسی خارجی لازمی معنی پر دلالت کرے جیسے: لفظ اسد کی دلالت شجاعت پر اور لفظ حاتم کی دلالت سخاوت پر۔

تمرین (۵)

ذیل میں دال اور مدلول لکھے جاتے ہیں ان میں دلالت کی قسمیں بتاؤ؟

(۱) نابینا[۱] - آنکھ (۲) لنگڑا - ٹانگ (۳) درخت - شاخیں (۴) نکٹا - ناک (۵) ہدایہ - کتاب الصوم (۶) حاتم طائی - سخاوت (۷) قرآن کریم - ۳۰/ پارے (۸) بخاری شریف - ۳۰/ اجزاء

سبق ﴿۶﴾

مفرد اور مرکب کا بیان

سوال: لفظ کی کتنی قسمیں ہیں؟

---

(۱) ان مثالوں میں پہلا کلمہ دال ہے اور دوسرا مدلول اور دلالت کی قسمیں طلبہ بتائیں۔ ۱۲

جواب: لفظ کی دو قسمیں ہیں: (۱) مفرد (۲) مرکب۔

سوال: مفرد اور مرکب کسے کہتے ہیں؟

جواب: مفرد ایسا لفظ ہے کہ اس کے جز سے اس کے معنی کے جز پر دلالت کا ارادہ نہ کیا گیا ہو۔ جیسے: لفظِ قلم کہ اس لفظ کے جز، ق، ل، م سے معنی کے جزء پر دلالت کا ارادہ نہیں ہے۔

مرکب ایسا لفظ ہے کہ اس کے جز سے اس کے معنی کے جز پر دلالت کا ارادہ کیا گیا ہو۔ جیسے: سلیم غیر حاضر ہے، جامع مسجد کشادہ ہے، زینب روٹی پکاتی ہے۔

سوال: مفرد کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: مفرد کی چار قسمیں ہیں: (۱) ایسا مفرد جس کے اجزا ہی نہ ہوں۔ جیسے: أ (ہمزۂ استفہام) عربی میں، اور لفظ کہ[1] اردو میں۔

(۲) مفرد کے اجزا تو ہوں مگر معنی دار نہ ہوں۔ جیسے: قلم، کہ اس کے تین اجزا ر ق، ل، م، ہیں۔ مگر ان اجزار کے معنی نہیں اسی طرح لفظِ ٹوپی کو سمجھو۔

(۳) ایسا مفرد جس کے اجزار بھی ہوں، اور وہ اجزار معنی دار بھی ہوں لیکن وہ اجزار معنیٰ مقصود کے اجزار پر دلالت نہ کریں۔ جیسے: نام رکھنے کی حالت میں نور عالم[2]، اور مجاہد الاسلام۔

(۴) ایسا مفرد جس کے اجزا بھی ہوں وہ اجزا معنی دار بھی ہوں اور معنیٰ مقصود کے اجزا پر دلالت بھی کرتے ہوں لیکن دلالت کا ارادہ نہ کیا گیا ہو۔ جیسے: کسی

(۱) ''کہ'' میں جو ''ہا'' ہے وہ صرف کسرہ ظاہر کرنے کے لیے ہے اصل لفظ صرف کاف ہے۔۱۲

(۲) نور عالم کے دو اجزار ہیں نور اور عالم اور دونوں معنی دار بھی ہیں نور کے معنی ہیں روشنی اور عالم کے معنی ہیں دنیا مگر نام رکھنے کی حالت میں جس شخص کی ذات مقصود ہے اس کے اجزار پر دلالت نہیں کرتے ایسا نہیں کہ نور مسمی کے آدھے پر اور عالم دوسرے آدھے پر دلالت کرتا ہو۔ بلکہ دونوں مل کر اس کی پوری ذات و بتلاتے ہیں اسی طرح مجاہد الاسلام کو سمجھو۔

انسان کا نام رکھنے کی حالت میں حیوان ناطق (۱)۔

تمرین (۶)

امثلہ ذیل میں بتاؤ کون لفظ مفرد ہے کون مرکب؟

(۱) احمد (۲) مظفر نگر (۳) اسلام آباد (۴) عبدالرحمٰن (۵) ظہر کی نماز (۶) رمضان کا روزہ (۷) ماہِ رمضان (۸) جامع مسجد دہلی (۹) مسجد خدا کا گھر ہے۔

سبق ﴿۷﴾

کلی و جزئی کا بیان

سوال: کلی و جزئی کس کی قسمیں ہیں؟

جواب: مفہوم کی۔

سوال: مفہوم کس کو کہتے ہیں؟

جواب: لفظ کو بول کر یا سن کر جو بات ذہن میں آتی ہے اسے مفہوم کہتے ہیں۔

سوال: کلی و جزئی کسے کہتے ہیں مثالوں کے ساتھ تعریف کیجئے؟

جواب: (۱) جزئی ایسا مفہوم ہے، جو صرف ایک متعین چیز پر صادق آئے (۲)۔
جیسے: مسجد رشید، تاج محل۔

(۲) کلی ایسا مفہوم ہے جو ایک ساتھ بہت سارے افراد پر صادق آئے (۳)

---

(۱) کہ اس کے دو اجزاء ہیں حیوان اور ناطق اور دونوں معنی دار بھی ہیں، اور جس انسان کا نام رکھا جائے اس کے اجزاء پر دلالت بھی کرتے ہیں مگر نام رکھنے کی حالت میں ان اجزاء پر دلالت کا ارادہ نہیں کیا جاتا۔ ۱۲

(۲) یعنی کئی چیزوں پر بولے جانے کا احتمال ہی نہ ہو ۱۲۔

(۳) یعنی کئی چیزوں پر صادق آنے کا احتمال ہو، چاہے صادق آئے چاہے نہ آئے۔ جیسے: سورج ایک ہی چیز پر صادق آتا ہے، مگر سورج کئی ایک ہو سکتے ہیں، پس سورج کلی ہے، بلکہ ایک فرد پر بھی صادق آنا ضروری نہیں ہے۔ جیسے سونے کا پہاڑ، گھی کا دریا، دودھ کی نہر سب کلی ہیں کیوں کہ بہت سے افراد پر صادق آسکتے ہیں گرچہ ان میں سے کسی چیز کا وجود نہیں ہے، اس لیے صادق کسی پر نہیں آتے ۱۲۔

جیسے: آدمی، مسجد، قلم۔

سوال: کلی جن جن چیزوں پر بولی جاتی ہے انھیں کیا کہتے ہیں؟

جواب: وہ چیزیں اس کلی کی جزئیات اور افراد کہلاتی ہیں: جیسے: حیوان کہ یہ تمام جانداروں پر بولا جاتا ہے۔ پس تمام جاندار حیوان کے افراد اور جزئیات ہوئے۔

سوال: کیا مفہوم کے کچھ اور بھی نام ہیں؟

جواب: ہاں، معنیٰ، موضوع لہ، مدلول اور مسمّٰی یہ سب مفہوم ہی کے نام ہیں۔

تمرین (۷)

درج ذیل چیزوں [۱] میں غور کر کے بتاؤ کون کلی ہے، کون جزئی؟

(۱) گھوڑا (۲) بکری (۳) میری بکری (۴) زید کا غلام (۵) سورج (۶) یہ سورج (۷) آسمان (۸) یہ آسمان (۹) سفید چادر (۱۰) سیاہ کرتا (۱۱) ستارہ (۱۲) دیوار (۱۳) یہ مسجد (۱۴) یہ پانی (۱۵) میرا قلم

سبق ﴿۸﴾

حقیقت و ماہیت اور کلی کی قسموں کا بیان

سوال: حقیقت اور ماہیت کسے کہتے ہیں؟

جواب: حقیقت اور ماہیت کسی شے کے وہ ذاتی پرزے ہیں جن سے وہ شے مل کر بنے [۲]۔ جیسے: بریانی کی حقیقت چاول، گوشت، گھی، گرم مسالہ ہے کہ ان چاروں چیزوں کے بغیر بریانی نہیں بن سکتی لہٰذا یہ اجزا بریانی کی حقیقت ہوئے

---

(۱) ایک ضروری بات سمجھ لیں کہ کلی کبھی اسم اشارہ لانے سے کبھی منادیٰ بنانے سے اور کبھی جزئی کی طرف مضاف کر لینے سے اور انکے علاوہ اور صورتوں سے بھی ایک کیلئے خاص ہو جاتی ہے اس وقت وہ جزئی بن جاتی ہے۔۱۲

(۲) یعنی جن کے آپس میں ملنے سے وہ چیز بن جائے اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو وہ چیز نہ بنے جیسے صرف حیوان اور صرف ناطق سے انسان کی حقیقت نہیں بن سکتی جب دونوں ملیں گے تبھی انسان بنے گا۔۱۲

اسی طرح انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے کہ ان دونوں کے بغیر انسان نہیں بن سکتا پس یہ دونوں جز اس کی حقیقت ہوئے۔

نوٹ: حقیقت اور ماہیت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

سوال: ذاتیات اور عوارض کسے کہتے ہیں؟

جواب: ذاتیات ذاتی کی جمع ہے اور ذاتیات وہ چیزیں کہلاتی ہیں جن پر کسی چیز کے بننے کا دارومدار ہو۔ جیسے: انسان کے لیے حیوان اور ناطق۔

عوارض عارض کی جمع ہے اور عوارض وہ چیزیں کہلاتی ہیں جن پر کسی شے کے بننے کا دارومدار نہ ہو مگر پھر بھی وہ اس میں پائی جائیں، جیسے: انسان کے لیے سامع اور کاتب۔

سوال: کلی کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف بتایئے؟

جواب: کلی کی دو قسمیں ہیں: (۱) کلی ذاتی (۲) کلی عرضی

(۱) کلی ذاتی وہ کلی ہے جو اپنی جزئیات کی پوری حقیقت ہو یا حقیقت کا جز ہو، جیسے انسان، یہ اپنی جزئیات (۱) کی پوری حقیقت ہے اور جیسے حیوان یہ اپنی جزئیات (۲) کی حقیقت کا جز ہے۔

(۲) کلی عرضی: وہ کلی ہے جو اپنی جزئیات کی نہ پوری حقیقت ہو اور نہ حقیقت کا جز ہو بلکہ حقیقت سے خارج ہو، جیسے سامع، کاتب، وغیرہ یہ اپنی جزئیات کی نہ پوری حقیقت ہیں اور نہ حقیقت کا جز ہیں بلکہ حقیقت سے خارج ہیں۔

تمرین (۸)

درج ذیل چیزوں میں غور کرو، کون کلی کس کے لیے ذاتی ہے اور کس کے لیے عرضی؟

---

(۱) یعنی زید، عمر، بکر وغیرہ۔۱۲

(۲) یعنی انسان، بیل، بکری وغیرہ معلوم ہو کہ انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے بیل کی حقیقت حیوان ذو خوار اور بکری کی حقیقت حیوان ذو ثغار ہے پس حیوان سب کی حقیقت کا جز ہے۔۱۲

(۱) جسم نامی[1] - درخت انار (۲) میٹھا - انار (۳) سرخ - انار (۴) حیوان - فرس[2] (۵) قوی - گھوڑا (۶) کشادہ - مسجد (۷) جسم - پتھر (۸) سخت - پتھر (۹) لوہا - چاقو (۱۰) تیز - تلوار۔

سبق ﴿۹﴾

کلی ذاتی و عرضی کی قسموں کا بیان

سوال: کلی ذاتی کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف بتائیے؟

جواب: کلی ذاتی کی تین قسمیں ہیں (۱) جنس (۲) نوع (۳) فصل

(۱) **جنس:** وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے جن کی حقیقتیں الگ الگ ہوں جیسے حیوان یہ ایک جنس ہے کیوں کہ یہ انسان، بیل، بکری وغیرہ پر بولی جاتی ہے جن کی حقیقتیں الگ الگ ہیں۔

(۲) **نوع:** وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے جن کی حقیقت ایک ہو جیسے: انسان یہ ایک نوع ہے کیوں کہ یہ زید، عمر، بکر وغیرہ پر بولا جاتا ہے جن کی حقیقت ایک ہے۔

(۳) **فصل:** وہ کلی ذاتی ہے جو کسی جنس میں شامل بہت سی حقیقتوں میں سے بعض کو جدا کردے جیسے "ناطق" یہ انسان کو جنس حیوان میں شامل دیگر بہت سی حقیقتوں سے جدا کرتا ہے اور جیسے "حیوان" یہ انسان وغیرہ کو جسم نامی جنس میں شامل دوسری حقیقت (درخت) سے جدا کرتا ہے پس یہ دونوں (ناطق اور حیوان)

(۱) جسم نامی: بڑھنے والا جسم۔

(۲) فرس (گھوڑے) کی حقیقت حیوان صاہل (ہنہنانے والا) ہے اور حیوان کی حقیقت جسم نامی متحرك بالارادة ہے اور جسم کی حقیقت جوهر قابل للابعاد الثلاثة یعنی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی قبول کرنے والا جوہر ہے۔۱۲

انسان کی فصل ہیں۔

سوال: کلی عرضی کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف بتائیے؟

جواب: کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں: (۱) خاصہ (۲) عرض عام۔

(۱) خاصہ وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہو، جیسے: کاتب یہ انسان کا خاصہ ہے اس لیے کہ کاتب ہونا صرف انسان ہی کے افراد میں پایا جاتا ہے، اور انسان ایک ہی حقیقت ہے۔

(۲) عرض عام وہ کلی عرضی ہے جو چند مختلف حقیقتوں کے افراد پر صادق آئے جیسے: سامع یہ انسان، فرس، غنم وغیرہ کا عرض عام ہے اس لیے کہ یہ سبھی سنتے ہیں، اور یہ سب الگ الگ حقیقتیں ہیں۔

نوٹ: کلی کی ان پانچوں قسموں کو کلیات خمسہ کہتے ہیں۔

تمرین (۹)

ذیل میں دو دو چیزیں لکھی جاتی ہیں بتاؤ کون کس کے لیے جنس یا نوع یا فصل ہے؟

(۱) حیوان- فرس (۲) جسم نامی- درخت انار (۳) حساس- حیوان (۴) صاہل-فرس (۵) جسم مطلق-فرس (٦) ناہق-حمار (۷) ماشی-غنم (۸) قائم-انسان (۹) کاتب-انسان (۱۰) ہندی-انسان

سبق ﴿۱۰﴾

اصطلاح "مَاھُوَ" کا بیان

سوال: مَاھُوَ کے کیا معنی ہیں، اور منطق والوں نے اسکو کس چیز کے لیے وضع کیا ہے؟

جواب: ما کے معنی ہیں کیا، اور **ھُوَ** کے معنی ہیں وہ، پورے کا ترجمہ ہوا کیا ہے وہ، اس لفظ کو منطق والوں نے کسی چیز کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنے کے

لیے وضع کیا ہے۔ مثلاً اگر انسان کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنا ہو تو یوں کہیں گے اَلْاِنْسَانُ مَاھُوَ. یعنی انسان کی حقیقت کیا ہے؟

سوال: جب مَاھُوَ کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں کیا آئے گا؟

جواب: سوال کی چار شکلیں ہوں گی۔

(۱) سوال ایک جزئی کے بارے میں ہو مثلاً خالدٌ مَاھُوَ، تو اس کے جواب میں اس جزئی کی کلی آئے گی اور اس مثال کا جواب ہوگا۔ھُوَ اِنْسَانٌ۔

(۲) یا سوال چند جزئیات کے بارے میں ہو جیسے: خَالِدٌ وَزَاھِدٌ وَحَامِدٌ مَاھُمْ اس کے جواب میں ان جزئیات کی کلی یا ان کی حقیقت دونوں آسکتی ہیں لہٰذا اس مثال کا جواب ہوگا ھُمْ اِنْسَانٌ، یا ھُمْ حَیَوَانٌ نَاطِقٌ.

(۳) سوال ایک کلی کے بارے میں ہو مثلاً اَلْاِنْسَانُ مَاھُوَ تو اس کے جواب میں اس کلی کی حقیقت مختصہ[۱] آئیگی۔ اس مثال کا جواب ہوگا ھُوَ حَیَوَانٌ نَاطِقٌ۔

(۴) سوال چند کلیوں کے بارے میں ہو مثلاً اَلْاِنْسَانُ وَالْفَرَسُ وَالْغَنَمُ وَالْاَسَدُ مَاھِیَ، اس کے جواب میں حقیقتِ مشترکہ[۲] یعنی ایسی جنس آئے گی جو سوال میں موجود تمام کلیوں کو شامل ہو، اس مثال کا جواب ہوگا ھِیَ حَیَوَانٌ۔

فائدہ: اس چوتھی شکل کے جواب میں ایسی جنس آنی چاہیے کہ جس میں سوال میں شامل تمام جزئیات تو آجائیں لیکن ان کے علاوہ کوئی ایسی جزئی اس جنس میں داخل نہ ہونے پائے جس کا تعلق اس جنس سے نہ ہو جس کے افراد یہ جزئیات

(۱) حقیقت مختصہ وہ حقیقت ہے جو کسی چیز کے ساتھ خاص ہو جیسے: حیوان ناطق انسان کی مخصوص حقیقت ہے کسی اور کی یہ حقیقت نہیں اسی طرح حیوان صاہل گھوڑے کی حقیقت مختصہ ہے، حیوان ناھق (رینکنے والا جانور) گدھے کی۔ حیوان ذُوْرُغَاء (ممیانے والا جانور) بکری کی اور حیوان مفترس (پھاڑ کھانے والا جانور) شیر کی حقیقت مخصوصہ ہیں۔ وقس علی ھذا!!

(۲) حقیقت مشترکہ وہ حقیقت ہے جو ایک چیز کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ کئی چیزوں میں مشترک ہو، جیسے حیوان، حقیقت مشترکہ ہے انسان، فرس، بقر، غنم وغیرہ کی اور حقیقت مشترکہ ہی کو تمام مشترک بھی کہتے ہیں۔!!

ہیں جن کی جنس جاننے کے لیے سوال کیا ہے مثلاً اوپر والی مثال کا جواب اگر حیوان سے دیں گے تو صحیح ہوگا اور اگر جسم نامی یا جسم مطلق یا جوہر سے دیں گے تو صحیح نہیں ہوگا اس لیے کہ سوال میں شامل جزئیات کے علاوہ اس میں اور جزئیات بھی آجائیں گی یعنی شجر، حجر وغیرہ اسی طرح اگر اوپر والے سوال میں شجر کو بھی شامل کرلیں اور یوں کہیں اَلْاِنْسَانُ وَالْفَرَسُ وَالْغَنَمُ وَالْاَسَدُ وَالشَّجَرُ مَاھِیَ تو اب جواب میں جسم نامی آئے گا حیوان نہیں، کیوں کہ اگر جواب حیوان سے دیں گے تو شجر نکل جائے گا۔

سوال: أَیُّ شَیْئٌ ھُوَ کے کیا معنی ہیں اور اس سے کس چیز کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے؟

جواب: أَیُّ شَیْءٍ ھُوَ کے معنی ہیں، وہ کونسی چیز ہے؟ اور اس کے ذریعے سے کسی چیز کی فصل کو جاننے کے لیے سوال کیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص کو انسان کی جنس تو معلوم ہے یعنی حیوان ہونا مگر وہ اس کا فصل نہیں جانتا تو وہ فصل جاننے کے لیے أَیُّ شَیْئٌ ھُوَ کے ذریعے یوں سوال کرے گا اَلْاِنْسَانُ أَیُّ حَیَوَانٍ یعنی انسان کونسا حیوان ہے؟

سوال: أَیُّ شَیْءٍ ھُوَ کے جواب میں کیا آئے گا؟

جواب: جس جنس کے بارے میں سوال کیا گیا ہے اس سے نیچے کی تمام فصلیں اس کے جواب میں آسکتی ہیں اور مثال مذکورہ کے جواب میں ھُوَ نَاطِقٌ آئیگا۔

تمرین ﴿۱۰﴾

درج ذیل سوالات کے جواب دو؟

(۱) الانسانُ والفرسُ ماھما؟ (۲) الفرسُ والغنمُ ماھما؟ (۳) شجرةُ الرُّمَّان والحجرُ ما ھما؟ (۴) السماء والأرضُ وزیدٌ ماھی؟

(۵) الشمسُ والقمرُ وشجرةُ الأنبجِ ماهي؟ (٦) الذبابُ والعصفورُ والحمارُ ماهي؟ (۷) الإنسَانُ ماهو؟ (۸) الفرس ماهو؟ (۹) الحمارُ ماهو؟ (۱۰) الغنمُ واللَّبِنَةُ والحجرُ ماهي؟ (۱۱) الماءُ والهَوَاءُ والحَيَوَانُ مَاهِيَ؟

سبق ﴿۱۱﴾

جنس[1] اور فصل کی قسموں کا بیان

سوال: جنس کی کتنی قسمیں ہیں تعریف کے ساتھ بتایئے؟

جواب: جنس کی دو قسمیں ہیں: (۱) جنس قریب (۲) جنس بعید

(۱) جنس قریب[2] کسی ماہیت کی وہ جنس کہلاتی ہے کہ اگر اس کی جزئیات میں سے چند جزئیوں کو لے کر مَاھُوَ کے ذریعہ بار بار سوال کریں تو جواب میں ہر دفعہ وہی جنس آتی رہے جیسا کہ حیوان یہ انسان وغیرہ کی جنس قریب ہے۔

---

(۱) مناطقہ کے نزدیک اجناس ترتیب وار یہ ہیں: (۱) حیوان (۲) جسم نامی (۳) جسم مطلق (۴) جوہر۔ حیوان کا مطلب ہے جاندار، جسم نامی کا مطلب ہے بڑھنے والا جسم جیسے حیوانات، نباتات اور جسم مطلق کا مطلب ہے وہ جوہر جو لمبائی چوڑائی اور گہرائی رکھتا ہو خواہ بڑھتا ہو یا نہ بڑھتا ہو اور جوہر کا مطلب ہے کہ وہ خود اپنے سہارے قائم ہو، اس کا مقابل عرض ہے جو قیام میں غیر کا محتاج ہوتا ہے ان اجناس میں سے ہر اوپر والی جنس مشتمل ہوتی ہے نیچے والی جنس پر اور ہر نیچے والی جنس فصل ہوتی ہے اپنے سے اوپر والی جنس کے لیے اس طرح اجناس قریبہ وبعیدہ اور فصول قریبہ وبعیدہ پیدا ہو جاتی ہیں۔ ۱۲۔

(۲) یعنی اگر کسی جنس کے افراد میں سے چند کو لے کر ماھو کے ذریعہ سوال کریں اور جواب میں جو جنس آئے اگر وہی جنس اس دوسرے سوال کے جواب میں آئے جس میں مذکورہ افراد کے علاوہ کچھ دوسرے افراد بھی شامل ہوں تو وہ جنس قریب ہے۔ مثلاً حیوان کے افراد ہیں انسان، فرس، بقر، غنم، وغیرہ اب اگر پوچھیں کہ انسان اور گھوڑے کی حقیقت کیا ہے؟ تو جواب آئے گا حیوان اسی طرح بقر غنم کو ملا لیں تو بھی جواب حیوان آئے گا، بلکہ اگر حیوان کے تمام افراد کو لے کر سوال کریں تب بھی جواب حیوان آئے گا۔ پس معلوم ہوا کہ حیوان انسان فرس بقر غنم وغیرہ کے لیے جنس قریب ہے۔

(۲) جنس بعید[1] کسی ماہیت کی وہ جنس کہلاتی ہے کہ اگر اس کی جزئیات میں سے چند جزئیوں کو لے کر ماھو کے ذریعہ سوال کریں تو جواب میں کبھی تو وہی جنس آجائے اور کبھی اس سے نیچے کی جنس آئے جیسا کہ جسم نامی، جسم مطلق، یا جوہر، یہ تینوں انسان وغیرہ کی جنس بعید ہیں۔

نوٹ: (۱) جنس بعید تین طرح کی ہوتی ہے: (۱) ایک درجہ بعید جیسے: جسم نامی (۲) دو درجہ بعید جیسے: جسم مطلق (۳) تین درجہ بعید جیسے: جوہر۔

سوال: فصل کی کتنی قسمیں ہیں تعریف کے ساتھ بتائیے؟

جواب: فصل کی دو قسمیں ہیں: (۱) فصل قریب (۲) فصل بعید

فصل قریب: وہ فصل ہے جو جنس قریب میں شامل افراد میں سے کسی ایک ماہیت کو جدا کردے۔ جیسے: ناطق یہ انسان کا فصل قریب ہے اس لیے کہ یہ حیوان میں سے انسان کو الگ کرتا ہے اور حیوان انسان کی جنس قریب ہے۔

فصل بعید: وہ فصل ہے کہ جو جنس بعید میں شامل افراد میں سے کسی ایک ماہیت کو جدا کردے لیکن جنس قریب میں سے جدا نہ کرے۔ جیسے: حساس یہ انسان کا فصل بعید ہے اس لیے کہ یہ جسم نامی میں سے انسان کو جدا کرتا ہے اور جسم نامی انسان کی جنس بعید ہے اور حیوان میں سے جدا نہیں کرتا اسی طرح نامی اور جسم بھی انسان کے فصل بعید ہیں کیوں کہ نامی جسم سے اور جسم جوہر سے انسان کو جدا کرتا ہے۔

نوٹ: فصل بعید کی بھی تین قسمیں ہیں (۱) ایک درجہ بعید جیسے حیوان اور حساس، (۲) دو درجہ بعید جیسے نامی (۳) تین درجہ بعید جیسے جسم۔

---

(۱) جیسے جسم نامی کے افراد ہیں انسان، فرس، بقر، اشجار، نباتات وغیرہ یہاں اگر سب افراد کو ملا کر سوال کریں تو جواب جسم نامی آئے گا اور اگر بعض کے متعلق سوال کریں مثلاً انسان، فرس، بقر کے بارے میں دریافت کریں، تو جواب جسم نامی نہیں آئے گا بلکہ حیوان آئے گا پس معلوم ہوا کہ جسم نامی انسان وغیرہ کے لیے جنس بعید ہے ۱۲!

تمرین ﴿۱۱﴾

اسمائے ذیل میں بتاؤ کون کس کے لیے جنس قریب، یا جنس بعید یا فصل قریب یا فصل بعید ہے؟

(۱) ناطق[1] (۲) جسم (۳) جسم نامی (۴) ناہق (۵) صاہل (۶) حساس (۷) نامی

سبق ﴿۱۲﴾

دو کلیوں کے درمیان نسبت کا بیان

سوال: نسبت کسے کہتے ہیں؟

جواب: نسبت کے لغوی معنی ہیں تعلق اور جوڑ اور منطق والوں کی اصطلاح میں ایک کلی کو دوسری کلی کے ساتھ ملا کر دونوں کا مقابلہ کرنا نسبت کہلاتا ہے جیسے ہم حیوان کو انسان کے ساتھ ملا کر مقابلہ کریں۔

سوال: نسبت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: منطق والوں کے یہاں نسبت کی چار قسمیں ہیں (۱) تساوِیْ (۲) تبایُن (۳) عموم وخصوص مطلق (۴) عموم وخصوص من وجہ۔

نوٹ: ہر کلی کو دوسری کلی کے ساتھ ان چار نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت ضرور حاصل ہوگی۔

سوال: نسبت کی چاروں قسموں کی اصطلاحی تعریف کیجئے؟

جواب: (۱) تساوی دو کلیوں کی ایسی نسبت کو کہتے ہیں جن میں سے ہر کلی دوسری کلی کے ہر فرد پر صادق آئے جیسے: انسان اور ناطق، ایسے ہی کرتا اور قمیص۔

نوٹ: جن دو کلیوں کے درمیان نسبتِ تساوی ہو ان میں سے ہر ایک کو متساوی اور

---

(۱) ناطق: عقل والا، جسم: لمبائی چوڑائی اور موٹائی رکھنے والا جسم نامی: بڑھنے والا جسم، ناہق: ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے والا (گدھا) صاہل: ہنہنانے والا (گھوڑا) حساس: حس رکھنے والا، نامی: بڑھنے والا۔۱۲

دونوں کو مُتَسَاوِیَین کہتے ہیں۔

(۲) تباین: دوکلیوں کی وہ نسبت کہلاتی ہے کہ جن میں سے کوئی بھی کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے جیسے انسان اور پتھر۔ کرتا اور پائجامہ۔

نوٹ: ان دوکلیوں میں سے ہر ایک کو متباین اور دونوں کو مُتَبَایِنَین کہتے ہیں۔

(۳) عموم وخصوص مطلق: دوکلیوں کی وہ نسبت کہلاتی ہے کہ جن میں سے ایک کلی تو دوسری کے ہر ہر فرد پر صادق آئے مگر دوسری کلی پہلی کے ہر ہر فرد پر صادق نہ آئے بلکہ صرف بعض پر آئے جیسے حیوان اور انسان، کپڑا اور پائجامہ۔

نوٹ: ان دوکلیوں میں سے ایک (جو دوسری کے ہر ہر فرد پر صادق آئے) کو عام مطلق اور دوسری (جو پہلی کے ہر ہر فرد پر صادق نہ آئے) کو خاص مطلق کہتے ہیں۔

(۴) عموم وخصوص من وجہ: دوکلیوں کی وہ نسبت کہلاتی ہے جن میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق آئے اور بعض پر صادق نہ آئے۔ جیسے: حیوان اور ابیض کہ حیوان ابیض کے بعض افراد پر صادق آتا ہے۔ جیسے: سفید گائے اور بعض پر صادق نہیں آتا جیسے: سفید ٹوپی، اسی طرح ابیض بھی حیوان کے بعض افراد پر صادق آتا ہے جیسے سفید گائے اور بعض پر صادق نہیں آتا جیسے کالی بھینس۔ دوسری مثال کپڑا اور سرخ۔

نوٹ: ان دوکلیوں میں سے ہر ایک کو عام من وجہ اور خاص من وجہ کہتے ہیں۔

تمرین ﴿۱۲﴾

امثلۂ ذیل میں دوکلیوں میں نسبت بتاؤ؟

(۱) حیوان۔ فرس (۲) انسان۔ حجر (۳) جسم۔ حمار (۴) حیوان۔ اسود (۵) جسم نامی۔ کھجور کا درخت (۶) حجر۔ جسم (۷) انسان۔ غنم (۸) رومی۔ انسان (۹) غنم۔ حمار (۱۰) فرس۔ صاہل (۱۱) حساس۔ حیوان

سبق ﴿۱۳﴾

معرِّف اور قول شارح کا بیان

سوال: معرف، تعریف اور قول شارح کسے کہتے ہیں؟

جواب: معرف کے لغوی معنی ہیں پہچان کرانے والا، تعریف کے لغوی معنی ہیں پہچان کرانا اور قول شارح کے لغوی معنی ہیں وضاحت کرنے والی بات۔

اصطلاح میں وہ دو معلوم تصور جن سے کسی نامعلوم تصور کا علم ہوتا ہے معرف، تعریف اور قول شارح کہلاتے ہیں۔ جیسے: حیوان ناطق یہ انسان کا معرف بھی ہے تعریف بھی اور قول شارح بھی۔

نوٹ: جس نامعلوم تصور کا علم ہوتا ہے اس کو معرَّف کہتے ہیں۔ جیسے: مذکورہ بالا مثال میں ''انسان'' معرَّف ہے۔

سوال: معرِّف، تعریف اور قول شارح کی کتنی قسمیں ہیں؟ مع تعریف بتائیے؟

جواب: اولاً دو قسمیں ہیں (۱) حد (۲) رسم

(۱) حد: کے لغوی معنی ہیں منع کرنا اور اصطلاح منطق میں ذاتی کلیوں سے تعریف کرنا حد کہلاتا ہے۔

(۲) رسم: کے لغوی معنی ہیں علامت اور نشانی اور اصطلاحِ منطق میں کلی عرضی کے ذریعہ تعریف کرنے کو رسم کہتے ہیں۔

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

(۱) حد تام (۲) حد ناقص (۳) رسم تام (۴) رسم ناقص۔

سوال: مذکورہ چاروں قسموں کی تعریف مع مثال بتائیے؟

جواب: (۱) حد تام: اس حد کو کہتے ہیں جو جنس قریب اور فصل قریب سے مل کر بنے

جیسے: انسان کی تعریف حیوان ناطق کے ذریعہ۔

نوٹ: اس کو حد تام اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں پوری ذاتیات آجاتی ہیں۔

(۲) حد ناقص: وہ حد کہلاتی ہے جو صرف فصل قریب سے بنے یا فصل قریب اور جنس بعید سے مل کر بنے جیسے انسان کی تعریف صرف ناطق کے ذریعہ یا جسم نامی ناطق کے ذریعہ۔

نوٹ: اس کو حد ناقص اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں پوری ذاتیات نہیں آتی ہیں۔

(۳) رسم تام: اس رسم کو کہتے ہیں جو جنس قریب اور خاصہ سے مل کر بنے جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک کے ذریعہ۔

نوٹ: اس کو رسم تام اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں تمام عرضیات آجاتی ہیں۔

(۴) رسم ناقص: وہ رسم کہلاتی ہے جو صرف خاصہ سے یا جنس بعید اور خاصہ سے مل کر بنے۔ جیسے انسان کی تعریف جسم ضاحک کے ذریعہ یا صرف ضاحک کے ذریعہ۔

نوٹ: اس کو رسم ناقص اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں بعض عرضیات آتی ہیں۔

تنبیہ: یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ عرض عام کے ذریعے کوئی تعریف نہیں ہو سکتی۔

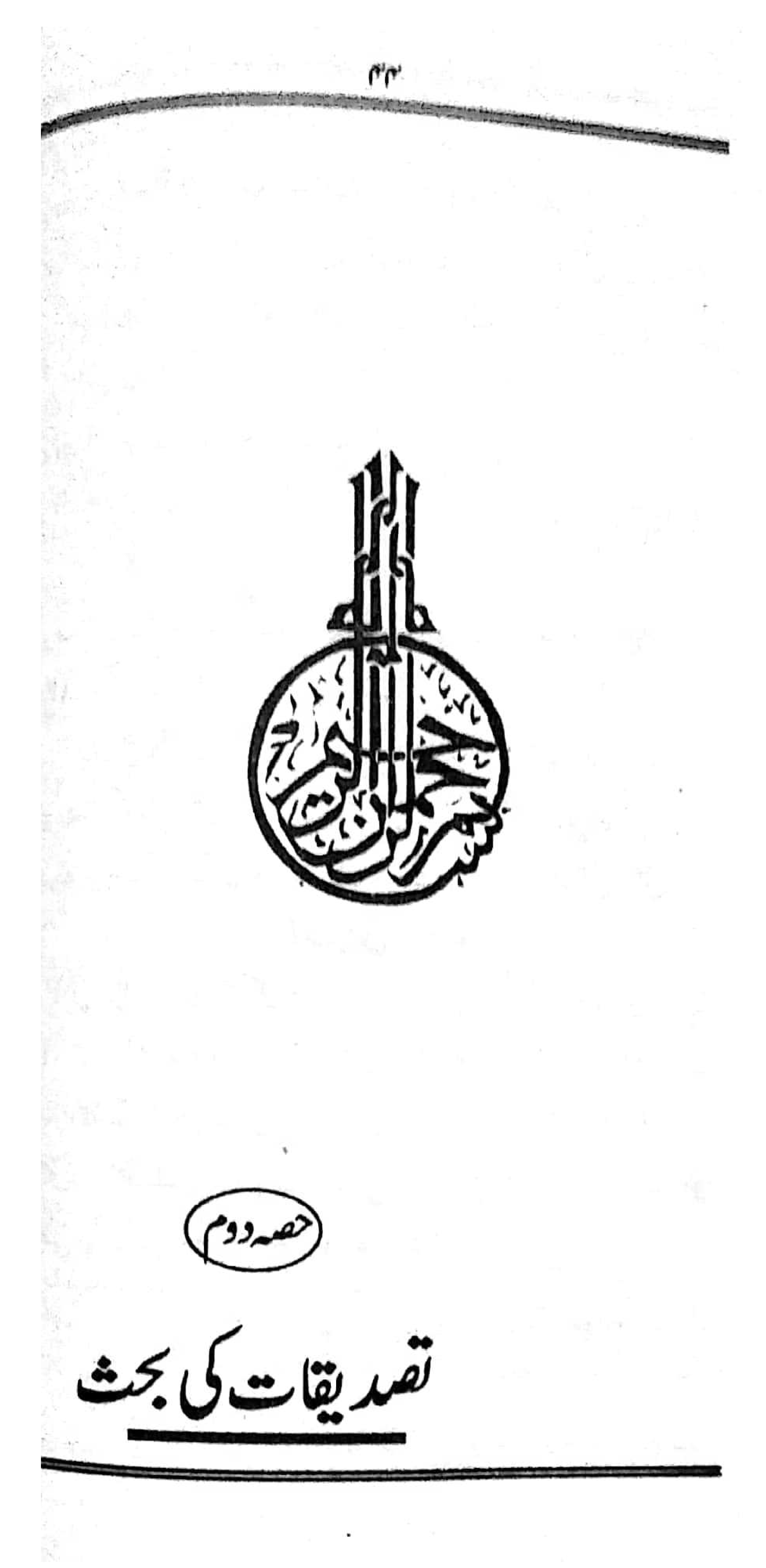
تمرین ﴿۱۴﴾

ذیل میں معرف دیئے گئے ہیں۔ بتاؤ معرف کی قسموں میں سے کون سی قسم ہے؟

(۱) جوہر ناطق (۲) جسم نامی ناطق (۳) جسم حساس[1] (۴) جسم متحرک بالارادۃ (۵) حیوان صاہل (۶) حیوان ناہق (۷) جسم ناہق (۸) حساس (۹) ناطق (۱۰) اَلْکَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ (۱۱) اَلْفِعْلُ کَلِمَةٌ دَلَّتْ عَلٰى مَعْنًى فِیْ نَفْسِهَا مُقْتَرِنًا بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ۔

---

(۱) حساس: حس رکھنے والا، متحرک بالارادۃ اپنے ارادہ سے حرکت کرنے والا لَفْظٌ وُضِعَ الخ وہ لفظ جو ایک معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو یعنی لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت نہ کرتا ہو۔ کَلِمَةٌ دَلَّتْ الخ وہ کلمہ جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور اس حال میں کہ وہ معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ کے ساتھ ملے ہوئے ہوں ۱۲



حصہ دوم

تصدیقات کی بحث

سبق ﴿۱﴾

دلیل وحجت کا بیان

سوال: تصدیقات کسے کہتے ہیں؟

جواب: تصدیقات تصدیق کی جمع ہے اور تصدیق کے لغوی معنی ہیں سچ جاننا اور اصطلاح میں تصدیق وہ علم ہے جس میں ایک چیز کو یقین کے ساتھ دوسری چیز کے لیے ثابت کیا گیا ہو یا ایک چیز کی دوسری چیز سے نفی کی گئی ہو جیسے مدرسہ بڑا ہے۔ ہر انسان حیوان ہے۔ لڑکا حاضر نہیں ہے۔

سوال: دلیل اور حجت کسے کہتے ہیں؟

جواب: دلیل کے لغوی معنی ہیں راستہ دکھانے والا اور حجت کے لغوی معنی ہیں زبردست ہونا اور اصطلاح میں وہ دو معلوم تصدیقیں جن سے نامعلوم تصدیق کا علم ہو دلیل اور حجت کہلاتی ہیں جیسے ہر انسان حیوان ہے۔ اور ہر حیوان جسم والا ہے یہ دو معلوم تصدیقیں ہیں ان سے ایک تیسری نامعلوم تصدیق کا علم ہو جاتا ہے اور وہ ہے ''ہر انسان جسم والا ہے'' اس مثال میں پہلی دو تصدیقیں دلیل اور حجت ہیں اور تیسری نتیجہ ہے۔

نوٹ: دلیل اور حجت سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ ان شاء اللہ عنقریب آجائے گا۔

سبق ﴿۲﴾

قضیوں کا بیان

سوال: قضیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: قضیہ وہ قول مرکب (مرکب بات) ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے: جنید عالم ہے۔

سوال: قضیہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف بتایئے؟

جواب: دو قسمیں ہیں: (۱) حملیہ (۲) شرطیہ

(۱) **حملیہ:** وہ قضیہ ہے جو دو مفردوں سے ملکر بنے جیسے: مذکورہ مثال: جنید عالم ہے۔

(۲) **شرطیہ:** وہ قضیہ ہے جو دو مرکبوں سے مل کر بنے۔ جیسے: جب سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔

سوال: اثبات ونفی کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: قضیہ حملیہ کی اثبات اور نفی کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں (۱) موجبہ (۲) سالبہ

(۱) موجبہ وہ قضیہ کہلاتا ہے جس میں محمول کو موضوع کے لیے ثابت کیا گیا ہو جیسے یوسف عالم ہے اس میں یوسف کے لیے عالم ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

(۲) سالبہ وہ قضیہ کہلاتا ہے جس میں محمول کی موضوع سے نفی کی گئی ہو جیسے: زید عالم نہیں ہے اس میں زید سے عالم ہونے کی نفی کی گئی ہے۔

سوال: موضوع، محمول، اور رابطہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: قضیہ حملیہ کے پہلے جز کو موضوع اور دوسرے کو محمول اور ان کے درمیان تعلق پیدا کرنے والے حرف کو رابطہ کہتے ہیں۔ جیسے زید عالم ہے اس میں زید موضوع عالم محمول اور لفظ ''ہے'' رابطہ [1] ہے۔

سوال: موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف بتایئے؟

جواب: چار قسمیں ہیں: (۱) شخصیہ یا مخصوصہ (۲) طبعیہ (۳) محصورہ یا مسورہ۔

---

(۱) عربی زبان میں رابطہ اکثر مقدر رہتا ہے ۱۲

(۴) مہملہ۔ ہر ایک کی تعریف ملاحظہ کیجئے۔

(۱) **شخصیہ یا مخصوصہ**: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع جزئی یعنی شخص معین ہو جیسے عثمان لکھتا ہے۔

(۲) **طبعیہ**: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم اس کلی کے مفہوم یعنی حقیقت پر ہو جیسے انسان نوع ہے اور حیوان جنس ہے۔

(۳) **محصورہ یا مسوّرہ**: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم اس کلی کے افراد پر ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ حکم تمام افراد پر ہے یا بعض پر جیسے ہر کوّا کالا ہے، بعض انسان حافظ ہیں، کوئی انسان پتھر نہیں۔ بعض انسان حافظ نہیں۔

(۴) **مہملہ**: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم اس کلی کے افراد پر ہو مگر یہ معلوم نہ ہو کہ حکم سب افراد پر ہے یا بعض پر جیسے کوا کالا ہے' انسان پتھر نہیں ہے۔

سوال: قضیہ محصورہ کی کتنی قسمیں ہیں تعریف کے ساتھ بیان کیجئے؟

جواب: قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں (۱) موجبہ کلیہ (۲) موجبہ جزئیہ (۳) سالبہ کلیہ (۴) سالبہ جزئیہ۔ ہر ایک کی تعریف درج ذیل ہے۔

(۱) **موجبہ کلیہ**: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں محمول کو موضوع کے ہر ہر فرد کے لیے ثابت کیا گیا ہو جیسے ہر کوا کالا ہے' ہر انسان جاندار ہے۔

(۲) **موجبہ جزئیہ**: وہ قضیہ محصورہ ہے کہ جس میں محمول کو موضوع کے بعض افراد کے لیے ثابت کیا گیا ہو جیسے بعض انسان حافظ ہیں۔

(۳) **سالبہ کلیہ**: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں محمول کی موضوع کے ہر ہر فرد سے نفی کی گئی ہو جیسے کوئی کوا سفید نہیں۔

(۴) **سالبہ جزئیہ**: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں محمول کی موضوع کے بعض افراد سے نفی کی گئی ہو جیسے بعض انسان حافظ نہیں۔

نوٹ: قضیہ محصورہ کی ان چاروں قسموں کو محصورات اربعہ کہتے ہیں۔

تمرین ﴿۲﴾

قضایائے مندرجۂ ذیل میں قضیہ کی اقسام بتاؤ

(۱) عمر مسجد میں ہے (۲) حیوان جنس ہے (۳) حریص خوار ہے (۴) ہر گھوڑا ہنہناتا ہے (۵) کوئی گدھا بے جان نہیں (۶) بعض انسان لکھنے والے ہیں (۷) بعض انسان ان پڑھ ہیں (۸) ہر گھوڑا جسم والا ہے (۹) کوئی پتھر انسان نہیں (۱۰) ہر جاندار مرنے والا ہے (۱۱) ہر متکبر ذلیل ہے (۱۲) ہر متواضع عزت والا ہے

سبق ﴿۳﴾

قضیہ شرطیہ کا بیان

سوال: قضیہ شرطیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: قضیہ شرطیہ وہ قضیہ ہے جو دو قضیوں [1] سے مل کر بنے اس کے پہلے جز کو مقدم اور دوسرے جز کو تالی کہتے ہیں، جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔

سوال: قضیہ شرطیہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف بتائیے؟

جواب: قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) متصلہ (۲) منفصلہ

(۱) **متصلہ**: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں مقدم کو مان لینے سے تالی کا اثبات ہو جائے یا نفی اگر اثبات ہوگا تو متصلہ موجبہ کہلائے گا اور اگر نفی ہوگی تو متصلہ

---

(۱) قضیہ شرطیہ جن دو قضیوں سے مل کر بنتا ہے ان میں ایک خاص ارتباط یعنی جوڑ اور تعلق کا ہونا بھی ضروری ہے مثلاً اس طرح کا تعلق جیسا شرط اور جزا میں ہوتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرے کا ہونا ضروری ہے، یا ایسا تعلق جیسا ضدین اور نقیضین میں ہوتا ہے کہ ایک کے ہونے کے بعد دوسرے کا نہ ہونا ضروری ہے اور اس ارتباط کی تفصیل شرطیہ کی قسموں سے معلوم ہوگی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو طرح کا ربط ہوگا۔ (۱) یا تو ایک قضیہ کے ہونے پر دوسرے کا ہونا یا نہ ہونا بیان ہوگا خواہ دوسرے کا ہونا، نہ ہونا ضروری ہو یا ویسے ہی ہو (۲) یا دونوں میں علیحدگی اور جدائی کا ہونا، نہ ہونا بیان ہوگا چاہے قضیوں ہی کی ذات سے جدائی ہو یا ویسے ہی اتفاقاً ہو اب اقسام میں غور کر کے دیکھو۱۲

سالبہ کہلائے گا جیسے: اثبات کی مثال: اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا اور نفی کی مثال: اگر زید انسان ہے تو ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ گھوڑا بھی ہو۔

(۲)**منفصلہ**: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں مقدم اور تالی کے درمیان جدائی کو ثابت کیا گیا ہو یا جدائی کی نفی کی گئی ہو، اگر جدائی کو ثابت کیا جائے تو منفصلہ موجبہ کہلائے گا۔ جیسے: یہ شے درخت ہے یا پتھر اس مثال میں درخت اور پتھر کے درمیان جدائی کو ثابت کیا گیا ہے یعنی یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں اور اگر جدائی کی نفی کی جائے تو منفصلہ سالبہ کہلائے گا۔ جیسے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ یا تو سورج نکلا ہو یا دن موجود ہو اس مثال میں سورج کے نکلنے اور دن کے موجود ہونے کے درمیان جدائی کی نفی کی گئی ہے یعنی دونوں باتیں جدا جدا نہیں ہوسکتیں؛ بلکہ ساتھ ساتھ ہیں۔

سوال: شرطیہ متصلہ کی کتنی قسمیں ہیں تعریف کے ساتھ بیان کیجئے؟

جواب: شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں (۱) لزومیہ (۲) اتفاقیہ، ہر ایک کی تعریف ملاحظہ کیجئے۔

(۱)**لزومیہ**: وہ قضیہ متصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی میں لزوم کا تعلق ہو یعنی دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم ہوں کہ جب پہلا پایا جائے تو دوسرا بھی ضرور پایا جائے۔ جیسے: اگر سورج نکلے گا، تو دن موجود ہوگا اگر نوشاد زینب کا شوہر ہے تو زینب نوشاد کی بیوی ہے۔

(۲)**اتفاقیہ**: وہ قضیہ متصلہ ہے کہ جس کے مقدم اور تالی میں لزوم کا تعلق نہ ہو بلکہ دونوں اتفاقاً جمع ہوگئے ہوں جیسے اگر نفیس عالم ہے تو سعید جاہل[1] ہے دوسری

(۱) نفیس کے عالم ہونے پر سعید کا جاہل ہونا ضروری نہیں یعنی اگر سعید جاہل نہ ہوتا تب بھی نفیس عالم ہوتا برخلاف متصلہ لزومیہ کے کہ اگر سورج نہ نکلتا تو دن موجود نہ ہوتا ۱۲۔

مثال اگر مسجد نماز پڑھنے کے لیے ہے تو مندر گھنٹی بجانے کے لیے ہے۔

سوال: شرطیہ منفصلہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف بیان کیجئے؟

جواب: شرطیہ منفصلہ کی اولاً دو قسمیں ہیں (۱) عنادیہ (۲) اتفاقیہ

(۱) **عنادیہ:** وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی میں ذاتی جدائی ہو یعنی مقدم و تالی کی ذات ہی جدائی کا تقاضا کرے۔ جیسے: یہ عدد یا تو طاق ہے یا جفت [1] اور جیسے: یہ انسان کافر ہے یا مومن۔

(۲) **اتفاقیہ:** وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی میں جدائی عارضی ہو۔ جیسے: انس عالم ہے یا حافظ [2] اور جیسے احمد انگلش جانتا ہے یا عربی۔

نوٹ: شرطیہ منفصلہ کی یہ دونوں قسمیں جدائی کے اعتبار سے تھیں۔

سوال: مقدم اور تالی کے جمع ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے قضیہ منفصلہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: تین قسمیں ہیں: (۱) حقیقیہ (۲) مانعۃ الجمع (۳) مانعۃ الخلو۔

سوال: ہر ایک کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟

جواب: (۱) **حقیقیہ:** وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی دونوں نہ ایک شے میں جمع ہو سکیں اور نہ الگ ہو سکیں بلکہ ان میں سے ایک ہو ایک نہ ہو یعنی اگر مقدم ہو تو تالی نہ ہو اور اگر تالی ہو تو مقدم نہ ہو۔ جیسے: یہ عدد طاق ہے یا جفت،

---

(۱) جفت وہ عدد ہیں جو برابر پورے تقسیم ہو سکیں جیسے: دو، چار، چھ وغیرہ اور طاق وہ عدد ہیں جو برابر پورے تقسیم نہ ہو سکیں جیسے تین، پانچ، سات وغیرہ پس ظاہر ہے کہ جو عدد طاق ہوگا وہ جفت نہ ہوگا اور جو جفت ہوگا وہ طاق نہ ہوگا غرض جفت اور طاق کی ذات ہی دونوں میں جدائی چاہتی ہے ۱۲

(۲) یعنی عالم ہونے اور حافظ ہونے کی ذات جدائی کا تقاضہ نہیں کرتی بلکہ ایسے ہی اتفاق سے جدائی ہوگی ورنہ بہت سے عالم بھی ہیں اور حافظ بھی ۱۲۔

یہ انسان بینا ہے یا نابینا۔

(۲)**مانعة الجمع** : وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی دونوں ایک شے میں جمع نہ ہوسکیں ہاں یہ ہوسکتا ہے دونوں ہی نہ ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک ہو ایک نہ ہو، جیسے یہ شے درخت ہے یا پتھر' وہ شے گدھا ہے یا خچر۔

(۳)**مانعة الخلو**: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی دونوں ایک شے سے ایک ساتھ جدا نہ ہوسکیں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک ہو اور ایک نہ ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں ہی ہوں مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ دونوں ہی نہ ہوں جیسے: جنید باپ ہے یا بیٹا، زید دریا میں ہے یا ڈوبنے والا نہیں ہے (۱)۔

تمرین ﴿۳﴾

ذیل کے قضیوں میں بتاؤ کہ ہر قضیہ کونسی قسم کا ہے شرطیہ یا حملیہ اور شرطیہ کی کونسی قسم ہے متصلہ یا منفصلہ اور اسی طرح حملیہ اور متصلہ اور منفصلہ کی کونسی قسم ہے؟۔

(۱) اگر یہ شے گھوڑا ہے تو جسم ضرور ہے۔(۲) یہ شے گھوڑا ہے یا گدھا۔(۳) یہ شے یا تو جانور ہے یا سفید (۴) اگر گھوڑا ہنہنانے والا ہے تو انسان جسم والا ہے۔(۵) عمر بولتا ہے یا گونگا ہے۔(۶) بکر شاعر ہے یا کاتب۔(۷) زید گھر میں ہے یا مسجد میں۔(۸) خالد بیمار ہے یا تندرست ہے۔(۹) زید کھڑا ہے یا بیٹھا ہے۔(۱۰) نہیں ہے یہ بات کہ اگر رات ہوگی تو سورج نکلا ہو۔(۱۱) اگر سورج نکلے گا تو زمین روشن ہوگی۔(۱۲) اگر وضو کروگے تو نماز صحیح ہوگی۔(۱۳) اگر ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کروگے تو جنت میں جاؤگے۔(۱۴) آدمی نیک بخت ہے یا بدبخت۔

(۱) یعنی پانی میں ہونا اور نہ ڈوبنا دونوں باتیں ایک ساتھ جمع تو ہوسکتی ہیں مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ دونوں باتیں نہ ہوں، ورنہ یہ صورت ہوگی کہ زید پانی میں نہ ہو اور ڈوب جائے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ زید پانی میں بھی ہو اور نہ ڈوبے کیوں کہ وہ تیرنا جانتا ہو۔

سبق ﴿۴﴾

تناقض کا بیان

سوال: تناقض کسے کہتے ہیں؟

جواب: تناقض کے لغوی معنی ہیں ٹکراؤ، مخالفت اور اصطلاح میں ایسے دو قضیوں کے آپسی اختلاف کو تناقض کہتے ہیں جن میں سے ایک موجبہ ہو اور ایک سالبہ اور اگر ان میں سے ایک کو سچا مان لیں تو دوسرا ضرور جھوٹا ہو۔ جیسے نفیس لکھتا ہے نفیس لکھتا نہیں ہے، ان دونوں قضیوں میں سے پہلا موجبہ ہے اور دوسرا سالبہ اگر پہلے کو سچا مان لیں تو دوسرا یقیناً جھوٹا ہوگا اور اگر دوسرے کو سچا مان لیں تو پہلا جھوٹا ہوگا دو قضیوں کے ایسے ہی اختلاف کو تناقض کہتے ہیں۔

سوال: نقیض اور نَقِیْضَیْن کسے کہتے ہیں؟

جواب: جن دو قضیوں میں تناقض ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک قضیہ دوسرے کی نقیض کہلاتا ہے اور دونوں قضیوں کو نقیضین کہتے ہیں مثال مذکور میں نفیس لکھتا ہے، یہ نقیض ہے نفیس لکھتا نہیں کی اور نفیس لکھتا نہیں یہ نقیض ہے نفیس لکھتا ہے کی اور یہ دونوں کی دونوں نقیضین ہوئیں۔

سوال: تناقض کے واقع ہونے کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: دو مخصوصہ قضیوں میں تناقض کے واقع ہونے کے لیے آٹھ شرطیں ہیں اگر وہ آٹھ شرطیں ہوں گی تو تناقض واقع ہوگا اور اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو تناقض واقع نہ ہوگا۔ وہ آٹھ شرطیں یہ ہیں۔

(۱) دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہو۔ (۲) دونوں کا محمول ایک ہو (۳) دونوں کی جگہ ایک ہو (۴) دونوں کا زمانہ ایک ہو (۵) دونوں قوت وفعل میں متحد

ہوں (۶) دونوں کی شرط ایک ہو (۷) جزء وکل میں برابر ہوں (۸) دونوں اضافت یعنی نسبت میں ایک ہوں۔

نوٹ: ان آٹھوں شرطوں کو وحدات ثمانیہ کہتے ہیں۔

سوال: ان آٹھوں شرطوں کو تفصیل اور مثالوں کے ساتھ الگ الگ سمجھائیے؟

جواب: (۱) دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہو جیسے نفیس لکھتا ہے نفیس لکھتا نہیں ہے دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہے یعنی نفیس اس لیے تناقض واقع ہے اگر موضوع بدل گیا تو تناقض واقع نہ ہوگا اس لیے کہ وہ دونوں قضیے سچے یا جھوٹے ہو سکتے ہیں جیسے نفیس لکھتا ہے انیس لکھتا نہیں ہے۔

(۲) دونوں کا محمول ایک ہو جیسے نفیس لکھتا ہے نفیس لکھتا نہیں ہے دونوں کا محمول ایک ہے، یعنی لکھنا اس لیے ان دونوں قضیوں میں تناقض واقع ہے اگر محمول بدل گیا تو تناقض واقع نہ ہوگا جیسے نفیس لکھتا ہے نفیس پڑھتا نہیں ہے ان دونوں قضیوں میں کوئی تناقض نہیں اس لیے کہ محمول بدل گیا۔

(۳) دونوں کی جگہ ایک ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں قضیوں میں جو حکم لگایا گیا ہو ایک ہی جگہ میں ہو جیسے نفیس درسگاہ میں لکھتا ہے نفیس درسگاہ میں نہیں لکھتا ان میں تناقض واقع ہے اس لیے کہ دونوں کی جگہ ایک ہے یعنی درسگاہ اگر جگہ بدل گئی تو تناقض واقع نہ ہوگا جیسے نفیس درسگاہ میں لکھتا ہے، نفیس کمرہ میں نہیں لکھتا ان دونوں میں تناقض واقع نہیں ہے اس لیے کہ دونوں کی جگہ بدل گئی۔

(۴) دونوں کا زمانہ ایک ہو یعنی دونوں قضیوں میں جو حکم لگایا گیا ہو ایک ہی وقت میں لگایا ہو جیسے نفیس صبح کو لکھتا ہے اور نفیس صبح کو نہیں لکھتا ہے ان دونوں میں تناقض واقع ہے اس لیے کہ دونوں کا وقت ایک ہے یعنی صبح اگر زمانہ ایک نہیں ہوگا تو تناقض واقع نہ ہوگا جیسے نفیس صبح کو لکھتا ہے نفیس شام کو نہیں لکھتا ان

دونوں میں کوئی تناقض نہیں ہے اس لیے کہ دونوں کا زمانہ بدل گیا۔

(۵) قوت اور فعل میں دونوں متحد ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں قضیوں میں کسی حکم کو یا تو بالفعل ثابت کیا گیا ہو یا بالقوۃ جیسے نفیس بالفعل کاتب ہے نفیس بالفعل کاتب نہیں ہے ان دونوں میں تناقض واقع ہے اسی طرح نفیس بالقوۃ مولوی ہے اور نفیس بالقوہ مولوی نہیں ہے، ان میں بھی تناقض واقع ہے اور اگر ایک میں حکم کو بالقوۃ ثابت کیا اور دوسرے میں بالفعل تو تناقض واقع نہ ہوگا اس لیے کہ وہ دونوں قضیے یا تو سچے ہو جائیں گے یا جھوٹے جیسے نفیس بالقوہ مولوی ہے نفیس بالفعل مولوی نہیں ہے ان دونوں میں تناقض نہیں اس لیے کہ دونوں سچے ہیں۔

نوٹ: بالفعل کا مطلب ہے کسی چیز کا اسی وقت اور فی الحال پایا جانا اور بالقوہ کا مطلب ہے کسی چیز کا فی الحال نہ پایا جانا بلکہ اس چیز کی صلاحیت اور لیاقت کا ہونا۔

(۶) دونوں کی شرط ایک ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں قضیوں میں حکم ایک ہی شرط کے ساتھ لگا ہو جیسے نفیس نماز پڑھتا ہے اگر حاضری ہوتی ہے، نفیس نماز نہیں پڑھتا اگر حاضری ہوتی ہے ان دونوں میں تناقض ہے۔ اس لیے کہ دونوں کی شرط ایک ہے اور اگر شرط بدل گئی تو تناقض واقع نہ ہوگا جیسے نفیس نماز پڑھتا ہے اگر حاضری ہوتی ہے اور نفیس نماز نہیں پڑھتا ہے اگر حاضری نہیں ہوتی ہے ان میں تناقض نہیں اس لیے کہ شرط بدل گئی۔

(۷) دونوں قضیے جز وکل میں متفق ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک قضیے میں محمول کو پورے موضوع کے لیے ثابت کیا گیا ہو تو دوسرے قضیے میں بھی پورے موضوع سے محمول کی نفی کی گئی ہو اور اگر ایک قضیہ میں محمول کو موضوع کے بعض حصے کے لیے ثابت کیا گیا ہو تو دوسرے قضیے میں بھی موضوع کے بعض حصے سے محمول

کی نفی کی گئی ہو۔

اگر پہلے قضیہ میں محمول کو پورے موضوع کے لیے ثابت کیا گیا ہواور دوسرے میں موضوع کے بعض حصے سے محمول کی نفی کی گئی ہوتو تناقض واقع نہ ہوگا۔ جیسے حبشی کالا ہے حبشی کالانہیں ہے اس میں تناقض جب ہوگا جب حبشی سے دونوں قضیوں میں یاتو پوراحبشی مراد ہو یااس کا بعض حصہ اگرایک میں پورا حصہ مرادلیں اور دوسرے میں ایک جز تو تناقض واقع نہ ہوگا۔

(۸) دونوں قضیوں میں اضافت ایک ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک قضیہ میں موضوع کی نسبت جس چیز کی طرف کی گئی ہے دوسرے میں بھی اسی کی طرف ہو جیسے ساجد عابد کا باپ ہے ساجد عابد کا باپ نہیں ہے ان دونوں میں تناقض واقع ہے اس لیے کہ نسبت ایک ہے اگر نسبت بدل جائے گی تو تناقض واقع نہ ہوگا۔ جیسے: ساجد عابد کا باپ ہے ساجد خالد کا باپ نہیں ہے۔

فائدہ: حضرت مولانا حشمت علی صاحب ٹانڈوی مظاہریؒ نے ان وحدات ثمانیہ کو حفظ کی آسانی کے لیے اپنے ان اشعار میں جمع فرمادیا ہے ؎

در تناقض ہشت وحدت شرط داں ❁ وحدت موضوع ومحمول ومکاں
وحدت شرط واضافت ،جزوکل ❁ قوت وفعل است درآخر زماں

سوال: دومحصورہ قضیوں میں تناقض کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: نوشرطیں ہیں آٹھ شرطیں تو وہی ہیں جو مخصوصہ کے لیے ہیں اور نویں شرط یہ ہے کہ ان میں سے ایک کلیہ ہواور دوسرا جزئیہ۔

سوال: محصوراتِ اربعہ کی نقیض بتائیے؟

جواب: (ا) موجبہ کلیہ: اس کی نقیض سالبہ جزئیہ آئے گی جیسے ہر انسان جاندار ہے اس کی نقیض ہوگی بعض انسان جاندار نہیں۔

(۲) موجبہ جزئیہ: اس کی نقیض سالبہ کلیہ آئے گی جیسے بعض انسان کاتب ہیں اس کی نقیض ہوگی کوئی انسان کاتب نہیں۔

(۳) سالبہ کلیہ: اس کی نقیض موجبہ جزئیہ آئیگی جیسے کوئی انسان پتھر نہیں اس کی نقیض ہوگی بعض انسان پتھر ہیں۔

(۴) سالبہ جزئیہ: اس کی نقیض موجبہ کلیہ آئے گی جیسے بعض انسان عالم نہیں اس کی نقیض ہوگی ہر انسان عالم ہے۔

تمرین ﴿۴﴾

ان قضایا کی نقیض بتاؤ اور جو دو قضیے یکجا لکھے جاتے ہیں ان میں تناقض ہے یا نہیں اگر نہیں تو کونسی شرط نہیں ہے؟

(۱) ہر گھوڑا جاندار ہے (۲) بعض جانور بکری ہیں (۳) کوئی انسان درخت نہیں (۴) ہر انسان جسم ہے (۵) بعض سفید جاندار ہیں (۶) بعض جاندار گدھے نہیں (۷) بعض طالبعلم پڑھائی سے بھاگتے ہیں (۸) بعض انسان لکھنے والے ہیں (۹) بعض بکریاں کالی نہیں (۱۰) کوئی انسان اندھا نہیں (۱۱) عمر مسجد میں ہے عمر گھر میں نہیں ہے (۱۲) بکر زید کا بیٹا ہے بکر عمر کا بیٹا نہیں ہے (۱۳) انگریز گورا ہے انگریز گورا نہیں ہے (۱۴) زید رات کو سوتا ہے زید دن کو نہیں سوتا (۱۵) عمر آج گھر جائیگا کل کو نہیں جائیگا

سبق ﴿۵﴾

عکسِ مستوی کا بیان

سوال: عکس مستوی کسے کہتے ہیں؟

جواب: عکس کے لغوی معنی ہیں الٹنا اور مستوی کے لغوی معنی ہیں سیدھا۔

اصطلاحی تعریف: کسی قضیے کے پہلے جز کو دوسرا اور دوسرے جز کو پہلا کردینا یعنی بالکل الٹ دینا(۱) اس کو عکس مستوی کہتے ہیں مگر یہ عکس اس طرح ہونا چاہیے کہ جس طرح عکس سے پہلے قضیہ سچا تھا عکس کے بعد بھی سچا رہے اگر پہلے موجبہ تھا تو عکس کے بعد بھی موجبہ رہے اگر پہلے سالبہ تھا تو عکس کے بعد بھی سالبہ رہے۔

سوال: محصورات اربعہ کا عکس مستوی بتائیے؟

جواب: (۱) موجبہ کلیہ: اس کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے ہر انسان حیوان ہے اس کا عکس آئے گا بعض حیوان انسان ہیں (۲)۔

(۲) موجبہ جزئیہ: اس کا عکس بھی موجبہ جزئیہ ہی آتا ہے جیسے بعض حیوان انسان ہیں اس کا عکس آئے گا بعض انسان حیوان ہیں (۳)۔

(۳) سالبہ کلیہ: اس کا عکس سالبہ کلیہ ہی آتا ہے جیسے کوئی انسان پتھر نہیں اس کا عکس آئے گا کوئی پتھر انسان نہیں۔

(۴) سالبہ جزئیہ: اور اس کا عکس یقینی طور (۴) پر نہیں آتا۔ جیسے: بعض جاندار انسان نہیں سالبہ جزئیہ ہے اور سچا ہے مگر اسکا عکس مستوی بعض انسان

(۱) یعنی اگر قضیہ حملیہ ہے تو موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع کردینا اور اگر قضیہ شرطیہ ہے تو مقدم کو تالی اور تالی کو مقدم کردینا ۱۲۔

(۲) ہر جاندار انسان ہے (موجبہ کلیہ) عکس نہیں آئے گا اس لیے کہ یہ جھوٹا ہو جائے گا بہت سے جاندار ایسے ہیں جو انسان نہیں جیسے گائے بیل وغیرہ تو اس میں اصل قضیہ تو سچا تھا مگر عکس سچا نہ رہا اس لیے غلط ہو گیا ۱۲

(۳) یہ عکس بظاہر جھوٹا معلوم ہوتا ہے کیوں کہ یہ بعض انسان کے جاندار ہونے کو بتا رہا ہے حالاں کہ انسان تو سبھی جاندار ہیں مگر حقیقت میں یہ جھوٹا نہیں اس لیے کہ اس میں صرف بعض انسانوں کا بیان ہے کہ وہ جاندار ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ باقی جاندار نہ ہوں۔ بلکہ وہ باقی بھی جاندار ہوتے ہیں مگر یہاں ان کا بیان نہیں ۱۲

(۴) اور کبھی سچا نکل آئے تو اس کا اعتبار نہیں جیسے: بعض جاندار سفید نہیں (سالبہ جزئیہ) ہے اس کا عکس بعض سفید جاندار نہیں (سالبہ جزئیہ) سچا ہے مگر اعتبار اس لیے نہیں کہ منطق کے قاعدے کلی ہوتے ہیں لہٰذا اس عکس کا اعتبار ہوگا جو ہمیشہ آئے۔ ۱۲

جاندار نہیں (سالبہ جزئیہ) غلط ہے[1]۔

سوال: موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ کلیہ کیوں نہیں آتا۔

جواب: اس لیے کہ اگر موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نکالیں گے تو ہر جگہ سچا نہیں ہوگا مثلاً ہر انسان حیوان ہے اس کا عکس اگر موجبہ کلیہ نکالیں تو وہ یہ ہوگا کہ ہر حیوان انسان ہے اور یہ جھوٹ ہے۔

اسی طرح اگر موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ کلیہ نکالیں تو وہ بھی ہر جگہ سچا نہیں ہوگا مثلاً بعض حیوان سفید ہیں اگر اس کا عکس موجبہ کلیہ نکالیں تو وہ یہ ہوگا کہ ہر سفید حیوان ہے اور یہ بھی جھوٹ ہے۔

تمرین ﴿۵﴾

مذکورۂ ذیل قضیوں کے عکس بتاؤ۔

(۱) ہر انسان جسم ہے (۲) کوئی گدھا بے جان نہیں ہے (۳) کوئی گھوڑا عاقل نہیں ہے (۴) ہر حریص ذلیل ہے (۵) ہر قناعت کرنے والا عزیز ہے (۶) ہر نمازی سجدہ کرنے والا ہے (۶) ہر مسلمان خدا کا ایک جاننے والا ہے (۷) بعض مسلمان روزہ رکھتے ہیں (۸) بعض مسلمان نمازی ہیں

سبق ﴿۶﴾

حجت اور اس کی قسموں کا بیان

سوال: حجت کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: حجت کی تعریف تصدیقات کے بیان میں گذر چکی ہے اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل۔

(۱) اور جب سالبہ جزئیہ کا عکس سالبہ جزئیہ ہر جگہ صادق نہیں تو سالبہ کلیہ ہر جگہ کیسے صادق ہو سکتا ہے۔۱۲

سوال: قیاس اور نتیجۂ قیاس کسے کہتے ہیں؟

جواب: قیاس ان دو معلوم قضیوں (۱) کو کہتے ہیں جن کے مان لینے سے ایک تیسرے قضیہ کا ماننا لازم آئے جیسے ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے اگر ان دونوں کو مان لیں تو اس سے یہ بھی ماننا لازم آئے گا کہ ہر انسان جسم ہے اس مثال میں پہلے دو قضیے قیاس کہلائیں گے۔

نتیجہ قیاس: وہ تیسرا قضیہ کہلاتا ہے جس کو ماننا لازم آئے، جیسے مثال مذکور میں ہر انسان جسم ہے۔

سوال: صغریٰ، کبریٰ، حد اوسط، اصغر اور اکبر کسے کہتے ہیں؟

جواب: صغریٰ قیاس کے پہلے قضیے کو اور کبریٰ قیاس کے دوسرے قضیے کو کہتے ہیں (۲) اور قیاس میں جو چیز دو مرتبہ مذکور ہو اس کو حد اوسط کہتے ہیں اوپر والی مثال میں ہر انسان جاندار ہے صغریٰ اور ہر جاندار جسم ہے کبریٰ ہے اور جاندار جو کہ مکرر آ رہا ہے حد اوسط ہے اور اصغر نتیجۂ قیاس کے موضوع کو کہتے ہیں، اور اکبر نتیجہ قیاس کے محمول کو کہتے ہیں اوپر والی مثال میں ہر انسان جسم ہے نتیجۂ قیاس ہے اس میں ہر انسان اصغر ہے اور جسم اکبر ہے۔

سوال: شکل کسے کہتے ہیں؟

جواب: حد اوسط کے اصغر اور اکبر کے پاس ہونے سے جو قیاس کی ہیئت وصورت بنتی ہے اس کو شکل کہتے ہیں۔

سوال: شکلیں کتنی ہیں؟

جواب: شکلیں چار ہیں۔

---

(۱) یعنی خواہ وہ دونوں قضیے واقعی ہوں یا محض فرضی مگر جب ان کو مان لیا گیا تو تیسرا قضیہ بھی ماننا پڑے گا جیسے ہر آدمی گدھا ہے اور ہر گدھا پتھر ہے اگر کوئی یہ دونوں فرضی قضیے مان لے تو اس کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ "ہر آدمی پتھر ہے" ۱۲

(۲) صغریٰ کا دوسرا نام مقدمۂ اولیٰ اور کبریٰ کا دوسرا نام مقدمۂ ثانیہ بھی ہے ۱۲۔

پہلی شکل: یہ ہے کہ حد اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو، جیسے: ہر انسان جاندار ہے (صغریٰ) اور ہر جاندار جسم ہے (کبریٰ) پس ہر انسان جسم ہے (نتیجہ)

دوسری شکل: حد اوسط دونوں میں محمول ہو جیسے ہر انسان جاندار ہے (صغریٰ) اور کوئی پتھر جاندار نہیں۔ (کبریٰ) پس کوئی انسان پتھر نہیں (نتیجہ)

تیسری شکل: حد اوسط دونوں میں موضوع ہو جیسے: ہر انسان جاندار ہے (صغریٰ) بعض انسان کاتب ہیں۔ (کبریٰ) پس بعض جاندار کاتب ہیں (نتیجہ)

چوتھی شکل: حد اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو، جیسے: ہر انسان جاندار ہے (صغریٰ) اور کوئی پتھر انسان نہیں۔ (کبریٰ) پس کوئی جاندار پتھر نہیں (نتیجہ)

نوٹ: ان چاروں کو اشکال اربعہ کہتے ہیں۔

سوال: چاروں شکلوں [1] کے نتیجہ نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟

---

(۱) **تنبیہ**: مندرجہ ذیل حاشیہ میں اگرچہ مفید باتیں ہیں مگر یہ مبتدیوں کے لیے نہیں بلکہ وسیع اذہان والوں کے لیے ہے لہٰذا مبتدی اس میں نہ الجھیں۔

شکل اوّل کے صحیح نتیجہ دینے کی دو شرطیں ہیں (۱) صغریٰ موجبہ ہو خواہ کلیہ ہو یا جزئیہ۔ (۲) کبریٰ کلیہ ہو خواہ موجبہ ہو یا سالبہ۔ شکل اوّل کے چار نتیجے نکلتے ہیں، ان چاروں کی تفصیل یہ ہے (۱) صغریٰ اور کبریٰ دونوں ہی موجبہ کلیہ ہوں، اس شکل میں نتیجہ بھی موجبہ کلیہ ہی نکلے گا جیسے: ہر انسان حیوان ہے۔ اور ہر حیوان جسم ہے۔ پس نتیجہ نکلے گا ہر انسان جسم ہے۔ (۲) صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ موجبہ کلیہ ہو اس شکل کا نتیجہ موجبہ جزئیہ نکلے گا جیسے بعض حیوان انسان ہیں اور ہر انسان ناطق ہے۔ نتیجہ نکلے گا بعض حیوان ناطق ہیں (۳) صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو اس شکل کا نتیجہ سالبہ کلیہ نکلے گا۔ جیسے: ہر انسان حیوان ہے اور کوئی حیوان پتھر نہیں پس نتیجہ نکلے گا کوئی انسان پتھر نہیں (۴) صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو کبریٰ سالبہ کلیہ ہو اس شکل کا نتیجہ سالبہ جزئیہ نکلے گا جیسے بعض حیوان انسان ہیں۔ اور کوئی انسان صاہل نہیں، پس نتیجہ نکلے گا بعض حیوان صاہل نہیں۔

نوٹ: اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ شکل اوّل کے نتیجے محصورات اربعہ ہی ہیں۔

شکل ثانی کے صحیح نتیجہ دینے کی دو شرطیں ہیں۔ (۱) صغریٰ اور کبریٰ میں سے ایک موجبہ ہو ایک سالبہ۔ (۲) کبریٰ کلیہ ہو خواہ موجبہ ہو یا سالبہ۔ شکل ثانی کے نتیجہ نکالنے کی چار قسمیں ہیں اور اس کے صرف دو نتیجے نکلتے ہیں ان قسموں اور نتیجوں کی تفصیل یہ ہے۔ (۱) صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو تو اس کا نتیجہ ←

جواب: نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ حداوسط کو حذف کر دواور صغریٰ میں جو بچے اس کو موضوع بنادو اور کبریٰ میں جو بچے اس کو محمول بنادو۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے اس کا نتیجہ حداوسط گرانے کے بعد نکلے گا ہر انسان جسم ہے۔

← سالبہ کلیہ نکلے گا۔ جیسے: ہر انسان حیوان ہے، اور کوئی پتھر حیوان نہیں تو نتیجہ نکلے گا کوئی انسان پتھر نہیں۔(۲) صغریٰ سالبہ کلیہ ہو کبریٰ موجبہ کلیہ ہوتو اس کا نتیجہ بھی سالبہ کلیہ ہی نکلے گا جیسے کوئی پتھر حیوان نہیں، اور ہر انسان حیوان ہے۔تو نتیجہ نکلے گا کوئی پتھر انسان نہیں ہے۔(۳) صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو کبریٰ سالبہ کلیہ ہو اس کا نتیجہ سالبہ جزئیہ نکلے گا جیسے بعض حیوان ناطق ہیں۔اور کوئی پتھر ناطق نہیں۔نتیجہ نکلے گا بعض حیوان پتھر نہیں۔(۴) صغریٰ سالبہ جزئیہ ہو کبریٰ موجبہ کلیہ ہوتو نتیجہ سالبہ جزئیہ ہی نکلے گا جیسے: بعض حیوان ناطق نہیں اور ہر انسان ناطق ہے تو نتیجہ نکلے گا بعض حیوان انسان نہیں ہیں۔

نوٹ: اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ شکل ثانی کے صرف دو ہی نتیجے نکلتے ہیں سالبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ۔

شکل سوم: شکل سوم کے بھی نتیجہ دینے کی دو شرطیں ہیں (۱) صغریٰ موجبہ ہو (۲) صغریٰ اور کبریٰ میں سے کوئی ایک کلیہ ہو خواہ موجبہ ہو یا سالبہ۔ اس کی نتیجہ دینے والی قسمیں چھ ہیں: اور اس کے نتیجے صرف دو آتے ہیں۔جن کی تفصیل یہ ہے (۱) صغریٰ اور کبریٰ دونوں ہی موجبہ کلیہ ہوں اس کا نتیجہ موجبہ جزئیہ آئے گا جیسے ہر ناطق حیوان ہے اور ہر ناطق انسان ہے۔نتیجہ ہوگا بعض حیوان انسان ہیں۔(۲) صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو کبریٰ موجبہ کلیہ ہو اس کا نتیجہ بھی موجبہ جزئیہ ہی آئے گا جیسے: بعض انسان ضاحک ہیں اور ہر انسان حیوان ہے۔تو نتیجہ آئے گا بعض ضاحک حیوان ہیں۔(۳) صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو اس کا نتیجہ بھی موجبہ جزئیہ ہی آئے گا جیسے: ہر انسان حیوان ہے اور بعض انسان ضاحک ہیں نتیجہ نکلے گا بعض حیوان ضاحک ہیں۔
(۴) صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو اس کا نتیجہ سالبہ جزئیہ آئے گا۔جیسے ہر انسان حیوان ہے اور کوئی انسان پتھر نہیں۔نتیجہ آئے گا بعض حیوان پتھر نہیں۔(۵) صغریٰ موجبہ جزئیہ ہو اور کبریٰ سالبہ کلیہ ہو تو نتیجہ بھی سالبہ جزئیہ آئے گا جیسے: بعض حیوان ناطق ہیں۔اور کوئی حیوان پتھر نہیں نتیجہ آئے گا بعض ناطق پتھر نہیں (۶) صغریٰ موجبہ کلیہ ہو اور کبریٰ سالبہ جزئیہ ہو اس کا نتیجہ بھی سالبہ جزئیہ ہی آئے گا جیسے: ہر انسان حیوان ہے اور بعض انسان ضاحک نہیں نتیجہ نکلے گا بعض حیوان ضاحک نہیں۔

نوٹ: اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ شکل سوم کے دو ہی نتیجے آتے ہیں۔موجبہ جزئیہ یا سالبہ جزئیہ۔

تنبیہ: چوتھی شکل کی نتیجہ دینے والی قسمیں اور شرطیں بیان نہیں کی جاتیں اس لیے کہ وہ بہت زیادہ مشکل ہیں ان کو بڑی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

فائدہ: یاد رکھنا چاہیے کہ اگر صغریٰ اور کبریٰ موجبہ ہوں تو نتیجہ بھی موجبہ ہی نکلے گا اگر دونوں سالبہ ہوں تو نتیجہ بھی سالبہ ہی نکلے گا اگر دونوں کلیہ ہوں تو نتیجہ بعض صورتوں میں کلیہ اور بعض صورتوں میں جزئیہ نکلے گا اگر دونوں جزئیہ ہوں تو نتیجہ جزئیہ نکلے گا اگر ایک کلیہ ہو اور ایک جزئیہ تو نتیجہ جزئیہ نکلے گا اور اگر ایک موجبہ ہو اور ایک سالبہ تو نتیجہ سالبہ ہی نکلے گا، اس لیے کہ نتیجہ ارذل کے تابع ہوتا ہے۔

تمرین ﴿۶﴾

ذیل میں چند قیاس لکھے جاتے ہیں ان میں اصغر اور اکبر، حد اوسط، صغریٰ اور کبریٰ کو پہچان کر بتاؤ اور نتائج بھی بتاؤ۔

(۱) ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق جسم ہے (۲) ہر انسان جاندار ہے اور کوئی جاندار پتھر نہیں (۳) بعض جاندار گھوڑے ہیں اور ہر گھوڑا ہنہنانے والا ہے (۴) بعض انسان نمازی ہیں اور ہر نمازی اللہ کا پیارا ہے (۵) بعض مسلمان ڈاڑھی منڈانے والے ہیں اور کوئی ڈاڑھی منڈانے والا اللہ کو نہیں بھاتا۔ (۶) ہر نمازی سجدہ کرنے والا ہے اور ہر سجدہ کرنے والا مطیع ہے (۷) بعض چیزیں خوبصورت ہوتی ہیں اور ہر خوبصورت چیز پیاری ہوتی ہے (۸) ہر مدرسہ خادم دین ہے اور ہر خادم دین کا اللہ مددگار ہے۔

سبق ﴿۷﴾

قیاس کی قسموں کا بیان

سوال: قیاس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: دو قسمیں ہیں (۱) قیاس استثنائی (۲) قیاس اقترانی

سوال: قیاس کی دونوں قسموں کی تعریف مع مثال بتائیے؟

جواب: قیاس استثنائی: اس قیاس کو کہتے ہیں جس میں صغریٰ شرطیہ ہو اور کبریٰ حملیہ ہو اور صغری وکبریٰ کے درمیان حرف استثنار ''لیکن'' آئے اور نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض ہو بہو[1] ایک ہی جگہ قیاس میں مذکور ہو۔ جیسے: جب سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا (صغری) لیکن سورج نکلا ہوا ہے (کبری) پس دن موجود ہے (نتیجہ) اس قیاس میں نتیجہ بعینہٖ مذکور ہے اور دوسری مثال جب سورج نکلا ہوا ہوگا تو دن موجود ہوگا (صغری) لیکن دن موجود نہیں (کبری) پس سورج نکلا ہوا نہیں ہے (نتیجہ) اس قیاس میں نتیجہ کی نقیض ''سورج نکلا ہوا ہوگا'' مذکور ہے۔

قیاس اقترانی: اس قیاس کو کہتے ہیں جس میں لفظ ''لیکن'' نہ ہو اور نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض بعینہٖ ایک جگہ[2] مذکور نہ ہو۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے (صغریٰ) اور ہر جاندار جسم ہے (کبریٰ) پس ہر انسان جسم ہے (نتیجہ)

سوال: قیاس کی دونوں قسموں کا نتیجہ کس طرح نکالیں گے اور نتیجہ کیا آئے گا؟

جواب: قیاس اقترانی کے نتیجہ نکالنے کا طریقہ گذر چکا ہے اور اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے وہ بھی گذر چکا ہے۔

---

(۱) ہو بہو نتیجہ کے مذکور ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نتیجہ کے موضوع ومحمول جس ترتیب سے نتیجہ میں ہیں اسی ترتیب سے قیاس میں بلافصل موجود ہوں، جیسے کتاب کی پہلی مثال میں ''دن موجود ہے'' نتیجہ ہے جو صغری میں تالی بن کر موجود ہے اور دوسری مثال میں ''سورج نکلا ہوا نہیں ہے'' نتیجہ ہے اس کی نقیض، ''سورج نکلا ہوا ہوگا'' صغریٰ میں مقدم بن کر موجود ہے۔۱۲

(۲) نہ صغریٰ میں نہ کبری میں۔ اور بعینہٖ مذکور نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ نتیجہ کے موضوع ومحمول اس ترتیب سے جس ترتیب سے وہ نتیجہ میں ہیں صغری وکبری میں نہ ہوں، لیکن نتیجہ کے موضوع ومحمول کا الگ الگ قیاس میں مذکور ہونا ضروری ہے پس قیاس اقترانی میں نتیجہ کے اجزار الگ الگ تو مذکور ہوتے ہیں مگر پورا نتیجہ بعینہٖ یا نتیجہ کی نقیض مذکور نہیں ہوتی اور نہ اس میں حرف لیکن آتا ہے اس وجہ سے اس کو اقترانی کہتے ہیں، اقتران کے معنی ہیں ملنا چوں کہ اس قیاس میں صغری وکبری ملے ہوئے ہوتے ہیں، حرف ''لیکن'' کا فصل نہیں ہوتا اس لیے اس کو اقترانی کہا جاتا ہے اور قیاس استثنائی کو استثنائی اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں صغریٰ وکبریٰ کے درمیان حرف استثنار ''لیکن'' آتا ہے۱۲

قیاس استثنائی کے نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں سے بھی حد اوسط گرا دو، پھر اگر صغریٰ شرطیہ متصلہ ہو تو اس کے صرف دو نتیجے آئیں گے۔(۱) اگر کبریٰ میں مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات ہوگا جیسے جب سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا لیکن سورج نکلا ہوا ہے لہٰذا نتیجہ ہوگا دن موجود ہے۔(۲) اگر کبریٰ میں تالی کی نفی ہو تو نتیجہ مقدم کی نفی نکلے گا، جیسے: جب سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا، لیکن دن موجود نہیں ہے، نتیجہ ہوگا سورج نکلا ہوا نہیں ہے[1]۔

---

(۱) قیاس استثنائی کی دو قسمیں ہیں (۱) قیاس استثنائی اتصالی: یہ وہ قیاس ہے جو شرطیہ متصلہ لزومیہ سے مرکب ہو جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا لیکن سورج نکلا ہوا ہے۔ دوسری مثال اگر یہ جسم انسان ہوگا تو حیوان بھی ہوگا لیکن انسان ہے (۲) قیاس استثنائی انفصالی: یہ وہ قیاس ہے جو قضیہ منفصلہ حقیقیہ یا مانعۃ الجمع یا مانعۃ الخلو سے مرکب ہو۔ قیاس انفصالی حقیقیہ کی مثال یہ عدد یا تو زوج ہے یا فرد لیکن زوج ہے قیاس انفصالی مانعۃ الجمع کی مثال: یہ جسم یا تو درخت ہے یا پتھر لیکن درخت ہے قیاس انفصالی: مانعۃ الخلو کی مثال جیسے یہ جسم یا تو لاحجر ہے یا لاشجر، لیکن حجر ہے۔

قیاس استثنائی اتصالی کے بظاہر چار نتیجے نکلتے ہیں لیکن ان میں سے صحیح نتیجے صرف دو ہوتے ہیں۔ ان دونوں کی تفصیل یہ ہے (۱) اگر کبریٰ میں مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات نکلے گا جیسے اگر یہ جسم انسان ہوگا تو حیوان بھی ہوگا۔ لیکن انسان ہے۔ نتیجہ ہوگا یہ جسم حیوان ہے۔(۲) اگر کبریٰ میں تالی کی نفی ہوگی تو نتیجہ مقدم کی نفی نکلے گا جیسے اگر یہ جسم انسان ہوگا تو حیوان بھی ہوگا لیکن حیوان نہیں ہے۔ تو نتیجہ ہوگا یہ جسم انسان نہیں ہے۔

نوٹ: اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ قیاس استثنائی اتصالی کے صرف دو نتیجے آتے ہیں (۱) تالی کا اثبات (۲) مقدم کی نفی۔ قیاس انفصالی حقیقی کے چار نتیجے آتے ہیں اور چاروں صحیح ہوتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے (۱) اگر کبریٰ میں مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کی نفی نکلے گا جیسے یہ عدد: زوج ہے یا فرد لیکن زوج ہے۔ تو نتیجہ نکلے گا یہ عدد فرد نہیں ہے۔(۲) اگر کبریٰ میں تالی کا اثبات ہے تو نتیجہ مقدم کی نفی نکلے گا جیسے یہ عدد یا تو زوج ہے یا فرد: لیکن فرد ہے تو نتیجہ نکلے گا یہ عدد زوج نہیں ہے۔(۳) اگر کبریٰ میں مقدم کی نفی ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات نکلے گا جیسے یہ عدد یا تو زوج ہے یا فرد لیکن زوج نہیں ہے۔ پس نتیجہ نکلے گا تو یہ عدد فرد ہے۔(۴) اگر کبریٰ میں تالی کی نفی ہو تو نتیجہ مقدم کا اثبات نکلے گا جیسے یہ عدد: یا تو زوج ہے یا فرد۔ لیکن فرد نہیں ہے۔ تو نتیجہ ہوگا یہ عدد زوج ہے۔

نوٹ: اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ قیاس انفصالی حقیقی کے یہ چار نتیجے ہیں (۱) تالی کی نفی (۲) مقدم کی نفی۔(۳) تالی کا اثبات (۴) مقدم کا اثبات۔

←

سبق ﴿۸﴾

استقرار اور تمثیل کا بیان

سوال: استقرار کسے کہتے ہیں؟

جواب: استقرار کے لغوی معنی ہیں تلاش کرنا اور اصطلاحِ منطق میں کسی کلی کی تمام یا اکثر جزئیات میں کوئی بات تلاش کرنے کے بعد وہی حکم اس کلی کے تمام افراد پر لگا دینا استقرار کہلاتا ہے۔ جیسے انگریز ایک کلی ہے اس کلی کی اکثر جزئیات میں ہم نے گورا ہونا پایا اور پھر گورا ہونے کا حکم اس کلی کے تمام افراد پر لگا کر یوں کہا انگریز گورا ہے یہ استقرار ہے۔

سوال: استقرار کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: دو قسمیں ہیں: (۱) استقرائے تام (۲) استقرائے ناقص

(۱) استقرائے تام: وہ استقرار کہلاتا ہے جس میں کسی کلی کے تمام افراد میں کوئی بات تلاش کرنے کے بعد حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے: سانپ زہریلا ہے۔ ہم نے اس کی

← قیاس انفصالی مانعۃ الجمع کے نتیجہ نکالنے کی بظاہر تو چار ہی شکلیں بنتی ہیں لیکن صحیح نتیجے صرف دو شکلوں میں نکلتے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے (۱) اگر کبری میں مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کی نفی نکلے گا جیسے: یہ جسم یا تو شجر ہے یا حجر۔ لیکن شجر ہے پس نتیجہ نکلے گا یہ جسم حجر نہیں ہے۔ (۲) اگر کبری میں تالی کا اثبات ہے تو نتیجہ مقدم کی نفی نکلے گا جیسے یہ جسم یا تو شجر ہے یا حجر۔ لیکن حجر ہے۔ پس نتیجہ نکلے گا یہ جسم شجر نہیں ہے۔

نوٹ: قیاس انفصالی مانعۃ الجمع کے دو ہی نتیجے آتے ہیں۔ (۱) مقدم کی نفی (۲) تالی کی نفی۔

قیاس انفصالی مانعۃ الخلو کی بھی بظاہر چار ہی شکلیں نکلتی ہیں۔ مگر صحیح نتیجے دو ہی آتے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے (۱) اگر کبریٰ میں مقدم کی نفی ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات نکلے گا۔ جیسے یہ جسم یا تو لاشجر ہے یا لاحجر۔ لیکن لاشجر نہیں ہے۔ تو نتیجہ نکلے گا یہ جسم لاحجر ہے۔ (۲) اگر کبری میں تالی کی نفی ہے تو نتیجہ مقدم کا اثبات نکلے گا جیسے یہ جسم یا تو لاشجر ہے یا لاحجر لیکن لاحجر نہیں ہے۔ پس نتیجہ ہوگا یہ جسم لاشجر ہے۔

نوٹ: قیاس انفصالی مانعۃ الخلو کے بھی دو ہی نتیجے نکلتے ہیں (۱) تالی کا اثبات (۲) مقدم کا اثبات۔

تمام جزئیات میں زہر کو پایا اور پھر زہر کا حکم ہم نے سانپ کے تمام افراد پر لگا کر یوں کہا کہ سانپ زہریلا ہے یہ استقرائے تام ہے۔

(۲) استقرائے ناقص: وہ استقرار کہلاتا ہے جس میں کسی کلی کی اکثر جزئیات میں کوئی بات تلاش کرنے کے بعد حکم لگایا گیا ہو۔ جیسے: عورت نرم دل ہے ہم نے عورت کی اکثر جزئیات میں نرم دل ہونا پایا پھر ہم نے عورت کے تمام افراد پر نرم دل ہونے کا حکم لگا کر یوں کہا کہ عورت نرم دل ہے یہ استقرائے ناقص ہے۔

نوٹ: استقرائے تام یقین اور استقرائے ناقص ظن کا فائدہ دیتا ہے۔

سوال: تمثیل کسے کہتے ہیں؟

جواب: تمثیل کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو دوسری چیز جیسا بتانا اور اصطلاح میں ایک چیز کے حکم کی وجہ تلاش کرنے کے بعد اگر وہی وجہ کسی دوسری چیز میں مل جائے تو اس دوسری چیز پر بھی وہی حکم لگا دینا تمثیل کہلاتا ہے۔ جیسے: شراب حرام ہے ہم نے اس کی وجہ سوچی تو پتہ چلا کہ وہ نشہ ہے پھر یہی نشہ ہمیں بھنگ [1] میں بھی ملا تو بھنگ پر بھی ہم نے شراب کا حکم لگا دیا اور یوں کہا کہ بھنگ شراب جیسی ہے، یہ تمثیل ہے۔

نوٹ: تمثیل ظن کا فائدہ دیتی ہے۔

سوال: تمثیل کے لیے کتنی چیزیں ضروری ہیں مع مثال بیان کریں؟

جواب: چار چیزیں ضروری ہیں۔ (۱) اصل یا مقیس علیہ یعنی وہ پہلی چیز جس میں وہ حکم ملا ہے جیسے شراب۔

(۲) حکم یعنی وہ بات جو اصل میں پائی جائے۔ جیسے شراب میں حرام ہونا۔ (۳) علت یعنی جو اس حکم کی وجہ ہو۔ جیسے حرام ہونے کی علت نشہ ہے۔ (۴) مقیس یا فرع یعنی وہ دوسری چیز جس میں پہلی چیز کا حکم جاری کیا جائے جیسے بھنگ۔

---

(۱) بھنگ: ایک قسم کی نشیلی پتی، افیم، افیون، مشہور زہریلی اور نشیلی چیز جو پوست کے رس کو منجمد کر کے بنائی جاتی ہے۔ چرس: ایک نشہ جو بھنگ کے پتوں اور افیون سے تیار کیا جاتا ہے اسے تمباکو کی طرح پیتے ہیں۔ گانجا: بھنگ کا پودا اور بھنگ کے بیج جن کو چلم میں رکھ کر پیتے ہیں ۱۲

سبق ﴿۹﴾

دلیلِ لمّی اور دلیلِ انّی کا بیان

سوال: دلیل لمی کسے کہتے ہیں؟

جواب: دلیلِ لمی اس دلیل کو کہتے ہیں جس میں حدِ اوسط جس طرح نتیجہ کے علم (۱) کی وجہ ہو حقیقت میں بھی نتیجہ کی وجہ حداوسط ہی ہو۔ جیسے: آج بادل ہو رہا ہے اور جب بادل ہوتا ہے تو بارش ہوتی ہے یہ دلیل لمی ہے اور اس کا نتیجہ ہوگا آج بارش ہو رہی ہے اس میں جس طرح حد اوسط قیاس میں نتیجہ کی وجہ ہے اسی طرح حقیقت میں بھی بادل ہونا بارش ہونے کی وجہ ہے (۲)۔

سوال: دلیل انی کسے کہتے ہیں؟

جواب: دلیل انی وہ دلیل کہلاتی ہے جس میں نتیجہ کے علم کی وجہ قیاس میں تو حداوسط ہو مگر حقیقت میں حداوسط نتیجہ کی وجہ نہ ہو۔ جیسے: آج بارش ہو رہی ہے جب بارش

(۱) حداوسط نتیجہ کے علم کی علت ہوتی ہے یعنی قیاس میں دو قضیوں کو ماننے کی وجہ سے جو ہم کو نتیجہ کا علم ہوتا ہے وہ حداوسط ہی کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسے: ہر انسان جاندار ہے (صغری) اور ہر جاندار جسم والا ہے (کبری) ان دو قضیوں سے ہمیں یہ علم ہوا کہ ہر انسان جسم والا ہے، اور یہ علم ہمیں حداوسط جاندار ہی کی وجہ سے حاصل ہوا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے صغریٰ میں حداوسط اصغر کے لیے ثابت کی گئی ہے پھر کبری میں اسی حداوسط کے لیے اکبر کو ثابت کیا گیا ہے اور ثابت کا ثابت ثابت ہوتا ہے، پس اکبر بھی حداوسط کے توسط سے اصغر کے لیے ثابت ہوگا اور وہی نتیجہ ہے، خلاصہ یہ ہوا کہ حداوسط قیاس میں ہمارے لیے نتیجہ کے علم کی علت ہوتی ہے۔۱۲

(۲) آسان طریقہ سے یوں سمجھنا چاہیے کہ کسی حکم کو اس کی علت واقعیہ سے ثابت کرنا دلیل لمی ہے اور کسی علامت سے ثابت کرنا دلیل انی ہے۔ جیسے آگ علت ہے دھویں کی اور دھواں علامت ہے آگ کی پس اگر کسی نے بھٹی میں آگ جلتی دیکھی جس کا دھواں چمنی کے ذریعہ اوپر نکل رہا ہے اور اس نے وہ دھواں نہیں دیکھا اور کہا کہ آگ موجود ہے، اور جب آگ موجود ہوگی تو دھواں بھی موجود ہوگا پس دھواں موجود ہے۔ تو یہ دلیل لمی ہے، اس لیے کہ آگ کا موجود ہونا دھویں کی علت واقعیہ ہے اور اگر کسی نے صرف چمنی سے دھواں نکلتے دیکھا اور آگ نہیں دیکھی، اور کہا کہ دھواں موجود ہے اور جب دھواں موجود ہوگا تو آگ بھی موجود ہوگی پس آگ موجود ہے تو یہ دلیل انی ہے اس لیے کہ دھواں آگ کی علامت ہے۔ (حضرت تھانویؒ)

ہوتی ہے تو بادل ہوتا ہے اس کا نتیجہ ہوگا آج بادل ہوتا ہے یہ دلیل انی[1] ہے کیوں کہ جس طرح حد اوسط قیاس میں نتیجہ کی وجہ ہے حقیقت[2] میں نتیجہ کی وجہ نہیں ہے یعنی بادل ہونے کی وجہ بارش نہیں بلکہ بارش ہونے کی وجہ بادل ہے۔

سبق ﴿۱۰﴾

مادۂ قیاس کا بیان

سوال: صورت قیاس اور مادۂ قیاس کسے کہتے ہیں؟

جواب: صورت قیاس: قیاس کی وہ ہیئت ہے جو ترتیب مقدمات اور حد اوسط کے ملانے سے حاصل ہوتی ہے اس کو شکل بھی کہتے ہیں۔

مادۂ قیاس: مقدمات قیاس کے مضامین اور معانی کہلاتے ہیں جو کبھی یقینی ہوتے ہیں اور کبھی ظنی[3] وغیرہ۔

سوال: مادہ کے اعتبار سے قیاس کی کتنی قسمیں ہیں، ان کے کیا کیا نام ہیں، اور ان قسموں کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: پانچ قسمیں ہیں (۱) قیاس برہانی (۲) قیاس جدلی (۳) قیاس خطابی (۴) قیاس شعری (۵) قیاس سفسطی۔ اور ان کو صناعات خمسہ کہتے ہیں۔

سوال: قیاس برہانی کس کو کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: برہان کے لغوی معنی ہیں پختہ دلیل اور اصطلاح میں برہان اس قیاس کو کہتے ہیں جو مقدمات یقینیہ[4] سے مل کر بنے خواہ وہ مقدمات بدیہی ہوں یا نظری۔

---

(۱) دلیل "لمی" سے کسی بات کو ثابت کرنا تعلیل کہلاتا ہے اور دلیل "انی" سے ثابت کرنا استدلال کہلاتا ہے۔۱۲

(۲) حقیقت، واقع، خارج اور نفس الامر ایک ہی چیز ہیں ۱۲۔

(۳) ذہن میں اگر کسی بات کا واقع کے موافق ہونا نہ ہونا دونوں پہلو برابر ہوں تو یہ شک ہے اور اگر ایک زیادہ اور ایک کم ہو تو غالب پہلو ظن اور مغلوب پہلو وہم ہے اور اگر ایک ہی پہلو ذہن میں ہو اور دوسرے پہلو کا خیال بھی نہ ہو تو یہ یقین ہے چوں کہ قیاس کے مقدمات تصدیق ہوتے ہیں اور شک اور وہم تصدیق نہیں ہیں اس لیے یہاں شکی اور وہمی مقدمات کو بیان نہیں کیا جاتا ۱۲

(۴) مقدمات یقینیہ اور اس کی چھ قسموں کا بیان آگے آرہا ہے۔۱۲

بدیہی کی مثال: جیسے: یہ آگ ہے (صغریٰ) اور ہر آگ جلانے والی ہوتی ہے۔ (کبریٰ) پس یہ جلانے والی ہے (نتیجہ) نظری کی مثال جیسے: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں (صغریٰ) اور ہر اللہ کے رسول کی اطاعت واجب ہے۔ (کبریٰ) پس محمد ﷺ کی اطاعت واجب ہے۔ (نتیجہ)

قیاس برہانی یعنی مقدماتِ یقینیہ کی چھ قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) اوّلیات (۲) فطریات (۳) حدسیات (۴) مشاہدات (۵) تجربیات (۶) متواترات

سوال: ان چھ قسموں کی الگ الگ تعریف کیجئے؟

جواب: (۱) اولیات کی تعریف: اولیات وہ قضیے کہلاتے ہیں جن کے یقینی ہونے کو عقل موضوع اور محمول کے ذہن میں آنے سے ہی تسلیم کرلے دلیل کی بالکل ضرورت نہ پڑے جیسے: باپ بیٹے سے بڑا ہوتا ہے اور کل جز سے بڑا ہوتا ہے۔

(۲) فطریات کی تعریف: فطریات وہ قضیے کہلاتے ہیں جن کا یقینی ہونا موضوع اور محمول کے سنتے ہی سمجھ میں آجائے دلیل کی ضرورت نہ پڑے لیکن موضوع اور محمول کے ساتھ دلیل خود بخود سمجھ میں آجاتی ہو، جیسے: چار جفت ہے اور تین طاق[1] ہے۔

(۳) حدسیات کی تعریف: حدسیات وہ قضیے کہلاتے ہیں جن کے مضامین کے یقینی ہونے کے لیے دلیل کی ضرورت پڑے لیکن ان کی دلیل بغیر سوچے سمجھے فوراً ذہن میں آجائے[2]۔ جیسے کوئی نحوی کہتا ہے کہ قَلَمٌ اسم ہے اور کوئی مفتی کہتا ہے کہ وضو میں چار فرض ہیں۔

(۴) تجربیات کی تعریف: تجربیات وہ قضیے کہلاتے ہیں جنکے مضامین کا یقینی ہونا بار بار کے تجربہ سے معلوم ہوا ہو، جیسے: صابن میل کاٹتا ہے، جمال گوٹا[3] دست آور ہے۔

---

(۱) اس قضیہ میں چار کے جفت ہونے کی دلیل بھی ساتھ ہی ذہن میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کے دو برابر حصے ہوتے ہیں۔ اسی طرح تین کے طاق ہونے کی دلیل بھی ساتھ ہی ذہن میں آتی ہے یعنی اس کے برابر حصے نہیں ہوتے۔ ۱۲

(۲) حدسیات میں ذہن اولا دلیل کی طرف حرکت کرتا ہے پھر مطلوب کی طرف مگر یہ حرکت ایک دم ہوجاتی ہے اور اسی لیے ان کو بدیہیات میں شمار کیا جاتا ہے برخلاف نظریات کے کہ ان میں حکم اور دلیل دونوں میں بڑے غور وفکر کی ضرورت ہوتی ہے، حدسیات اور نظریات میں یہی فرق ہے۔ ۱۲

(۳) جمال گوٹا: ایک گرم اور خشک پھل ہے جو دست آور ہوتا ہے۔ اگر اس کو زیادہ مقدار میں کھالیا جائے تو جنون کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ ۱۲

(۵) متواترات کی تعریف: متواترات وہ قضیے کہلاتے ہیں جن کے مضامین کا یقینی ہونا اتنے زیادہ لوگوں سے معلوم ہوا ہو کہ جن کو جھوٹا نہ سمجھا جا سکے۔ جیسے: کلکتہ بہت بڑا شہر ہے، بغداد ملک عراق میں ہے۔ یہ باتیں ہم کو ایسی خبروں سے معلوم ہوئی ہیں کہ ان کو جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔

(۶) مشاہدات کی تعریف: مشاہدات وہ قضیے کہلاتے ہیں جن کے مضامین کا یقینی ہونا حواس ظاہری یا باطنی (۱) سے معلوم ہوا ہو، جیسے: سورج نکلا ہوا ہے، لیموں کھٹا ہے، بھوک لگ رہی ہے۔

سوال: حواس ظاہری اور حواس باطنی کیا ہیں اور وہ کتنے ہیں؟

جواب: حواس حاسہ کی جمع ہے اور حاسہ کے لغوی معنی ہیں محسوس کرنے والی چیز۔ ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی قوتیں رکھی ہیں کہ ان قوتوں کے ذریعے اسے چیزوں کا علم اور احساس ہوتا ہے ان قوتوں ہی کو حواس کہتے ہیں اور یہ حواس دو طرح کے ہیں۔ (۱) ظاہری جو دکھائی دیتے ہیں ان کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) قوت باصرہ یعنی دیکھنے کی قوت (۲) قوت سامعہ یعنی سننے کی قوت (۳) قوت شامہ یعنی سونگھنے کی قوت، (۴) قوتِ ذائقہ یعنی چکھنے کی قوت (۵) قوتِ لامسہ یعنی چھونے کی قوت۔ ان پانچوں قوتوں کو حواس خمسہ ظاہرہ کہتے ہیں۔ اور ان کے لیے پانچ الگ الگ اعضاء ہیں۔ (۱) قوت باصرہ آنکھ میں ہوتی ہے (۲) قوت سامعہ کان میں ہوتی ہے۔ (۳) قوت شامہ ناک میں ہوتی ہے (۴) قوت ذائقہ زبان میں ہوتی ہے (۵) قوت لامسہ یہ بدن کے تمام اعضاء میں ہوتی ہے۔ (۲) حواس باطنی جو دکھائی نہیں دیتے ہیں وہ بھی پانچ ہیں اور یہ پانچوں حواس انسان کے دماغ میں ہوتے ہیں۔ (۱) حس مشترک یہ دماغ کے اگلے حصے میں ہوتا ہے اور اس کا کام ہے محسوسات کا فوٹو لینا (۲) خیال یہ حس مشترک سے کچھ پیچھے ہوتا ہے اس کا کام ہے محسوسات کی شکلوں کو محفوظ رکھنا۔ (۳) متصرفہ یہ خیال کے بالکل

---

(۱) جو چیزیں حواس ظاہری سے جانی جاتی ہیں وہ حسیات کہلاتی ہیں اور جو چیزیں حواس باطنی سے جانی جاتی ہیں وہ وجدانیات اور عقلیات کہلاتی ہیں۔۱۲

پیچھے ہوتا ہے اس کا کام ہے خرد برد کرنا۔ (۴) وہم یہ متصرفہ سے کچھ پیچھے ہوتا ہے اس کا کام ہے وجدانیات کا فوٹو لینا۔ (۵) حافظہ یہ بالکل پیچھے ہوتا ہے اس کا کام ہے وجدانیات کو محفوظ رکھنا۔ ان پانچوں قسموں کو حواس خمسہ باطنہ کہتے ہیں ان پانچوں قسموں کو دماغ کی تصویر سے سمجھا جا سکتا ہے۔

نوٹ: محسوسات وہ چیزیں کہلاتی ہیں کہ جو ذہن سے باہر ہیں یعنی خارجی دنیا میں موجود ہیں اور وجدانیات جو باہر کی دنیا میں موجود نہیں صرف ذہن میں ہی ان کو سمجھا جا سکتا ہے جیسے ڈر لگنا، بھوک لگنا۔

سوال: قیاس جدلی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جدل کے لغوی معنی ہیں لڑائی جھگڑا اور اصطلاح میں قیاس جدلی اس قیاس کو کہتے ہیں جو مقدماتِ مشہورہ یا مقدمات مسلمہ سے مل کر بنے خواہ وہ مقدمات صحیح ہوں یا غلط۔ مشہورہ کی مثال جیسے: جھوٹ بری چیز ہے اور ہر بری چیز واجب الترک ہے۔ پس جھوٹ واجب الترک ہے۔ مسلمہ کی مثال: جیسے: بدھ اور جین مذہب والوں کے یہاں یہ بات مسلم ہے، کہ جاندار کو ذبح کرنا برا ہے اور ہر برا کام واجب الترک ہے۔ پس جاندار کو ذبح کرنا واجب الترک ہے۔

نوٹ: قیاس جدلی کا فائدہ یہ ہے کہ انسان مناظرہ میں اس کو استعمال کر کے اپنا دعویٰ ثابت کر سکے یا اپنے مقابل کے دعوے کو باطل کر سکے اس لیے اس کا نام قیاس جدلی ہے۔

سوال: قیاس خطابی کسے کہتے ہیں؟

جواب: خطاب کے لغوی معنی ہیں آمنے سامنے گفتگو کرنا اور اصطلاح میں قیاس خطابی اس قیاس کو کہتے ہیں جو مقدمات مقبولہ یا مقدمات مظنونہ سے مل کر بنے۔

مقدمات مقبولہ: بزرگوں اور بڑوں کی وہ باتیں کہلاتی ہیں جو حسن ظن کی وجہ سے قبول کر لی جاتی ہیں۔ جیسے: غالباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عورتوں کو مشورہ میں شریک کرنا برا ہے اور اب کبریٰ لاؤ کہ ہر برا کام واجب الترک ہے نتیجہ ہوا، عورتوں کو مشورہ میں شریک کرنا واجب الترک ہے۔

مقدمات مظنونہ: وہ مقدمات کہلاتے ہیں جن میں غالب گمان صحیح ہونے کا ہو جیسے

آج بادل ہے اور جب بادل ہوتا ہے تو بارش ہوتی ہے۔ نتیجہ ہوگا پس آج بارش ہوگی۔

نوٹ: اس قیاس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان اپنی تقریر کو مؤثر بنا سکے اس لیے اس کا نام خطابی رکھا گیا ہے۔

سوال: قیاس شعری کسے کہتے ہیں؟

جواب: شعر اور شعور کے لغوی معنی ہیں خیال اور اصطلاح میں: قیاس شعری اس قیاس کو کہتے ہیں جو ایسے مقدمات سے مل کر بنے جو محض خیالی ہوں خواہ واقع میں سچے ہوں یا جھوٹے۔ جیسے: زید چاند ہے اور ہر چاند روشن ہوتا ہے پس زید روشن ہے۔ اسی طرح نوشاد کوا ہے اور ہر کوا کالا ہوتا ہے۔ پس نوشاد کالا ہے۔

نوٹ: اس قیاس کا فائدہ یہ ہے کہ متکلم مخاطب کو اس کے ذریعے کسی چیز کا شوق یا نفرت دلا سکے اور اس کا نام شعری اس وجہ سے رکھا ہے کہ اس کے مقدمات صرف خیالی ہوتے ہیں۔

سوال: قیاس سفسطی کسے کہتے ہیں؟

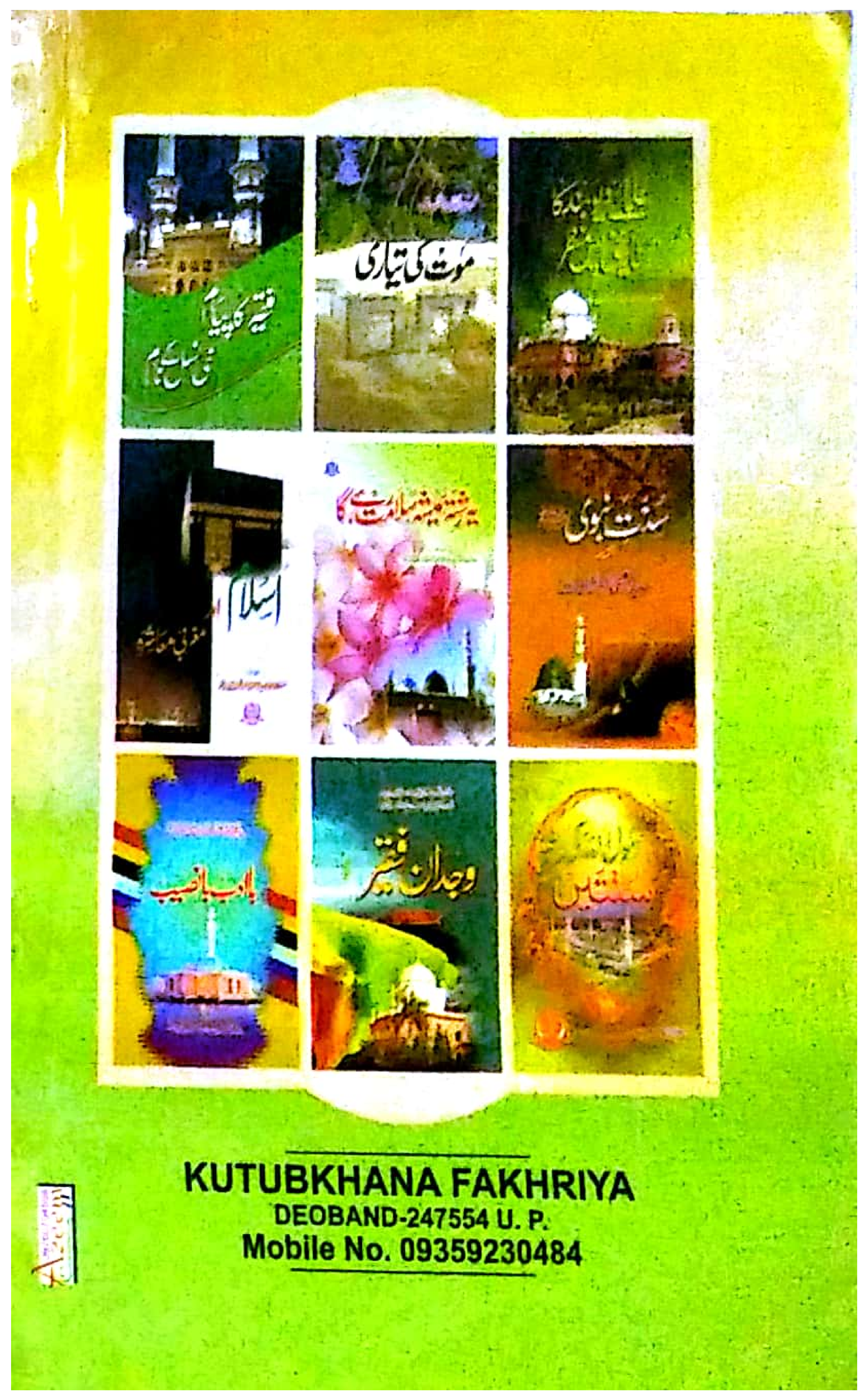
جواب: یہ یونانی زبان کا لفظ ہے اور اصل میں یہ دو لفظ ہیں ''سوف'' اس کے لغوی معنی ہیں ''حکمت'' اور دوسرا لفظ ''اسطا'' اس کے معنی ہیں گڑ بڑ تو سفسطی کے معنی ہوئے گڑ بڑی والی حکمت اور اصطلاح میں قیاس سفسطی: اس قیاس کو کہتے ہیں جو ایسے مقدمات سے مل کر بنے جو وہمی اور جھوٹے ہوں جیسے گھوڑے کی تصویر دیکھ کر یوں کہیں یہ گھوڑا ہے اور ہر گھوڑا ہنہنانے والا ہے۔ پس یہ ہنہنانے والا ہے۔

نوٹ: اس قیاس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان مخاطب سے اپنی بات منوا سکے چاہے اپنی بات سچی ہو یا جھوٹی۔ اس کا نام سفسطی اس وجہ سے رکھا ہے کہ اس کے مقدمات وہمی اور جھوٹے ہوتے ہیں۔

فائدہ: قیاس کی ان پانچوں قسموں میں سے معتبر صرف قیاس برہانی ہے اس لیے کہ وہ مفید یقین ہے، باقی اقسام میں سے کوئی مفید ظن ہے اور کوئی مفید ظن بھی نہیں۔

تم الکتاب بفضل اللہ تعالیٰ وعونہ. والحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

❁ ❁ ❁


موت کی تیاری
اسلام
سنت نبوی
وجدان فقیر
KUTUBKHANA FAKHRIYA
DEOBAND-247554 U. P.
Mobile No. 09359230484